صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي
مکمل نماز حنفی صحیح احادیث کی روشنی میں
البدر المنیر
علی صلاۃ سراج المنیر صلی اللہ علیہ وسلم
کاوش
بدرِ منیر
علامہ منیر عباس چشتی
اسلام آباد

نام کتاب ۔۔۔ البدرالمنیر علی صلاۃ سراج المنیر

تالیف ۔۔۔ علامہ منیر عباس چشتی

ہدیہ ۔۔۔ 100

گزارش

اس کتاب کو اس وقت پی ڈی ایف کی صورت میں منتقل کر کے نشر کیا جا رہا ہے، بوقت اشاعت ہارڈ کاپی اس کی اچھی طرح پروف ریڈنگ اور دیگر تحقیقی ابحاث بھی شامل کی جائیں گی شائع کرنے والے حضرات مؤلف سے رابطہ کریں۔

واٹس ایپ نمبر 0601140235617

انتساب

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پیارے صحابی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ک

ے نام جن کی حدیث ترک رفع الیدین پر ثابت ہے، اور جن کے متعلق یہ حدیث فضیلت میں آئیحضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عبداللہ بن مسعود کو پیلو کے درخت پر چڑھ کر اس کی مسواک اتارنے کو کہا۔ تیز ہوا سے ان کی ٹانگوں سے کپڑا ہٹ گیا، لوگ ان کی سوکھی پنڈلیاں دیکھ کر ہنسنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، تمھیں کس بات کی ہنسی آرہی ہے؟ جواب دیا، پتلی اور کمزور ٹانگیں دیکھ کر۔ فرمایا، میزان اعمال میں یہ احد پہاڑ سے زیادہ وزن کی حامل ہوں گی۔ (حسن إسناده الألبانی فی شرح الطحاویة برقم 571)

5 جنوری 2023 بروز اتوار

وجہ تالیف

طریقہِ نماز حنفی کے متعلق کچھ لوگ کافی عرصے سے اعتراضات کر رہے ہیں، حتی کہ یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ حنفیوں کی نماز ہوتی ہی نہیں ہے۔ لاحول والاقوہ الا باللہ العلی العظیم۔ دوسری طرف یہی لوگ اہل تشیع کی نماز کو سنت کے مطابق نماز کہتے ہیں۔

جبکہ شیعہ کا وضو میں پاؤں کا مسح کرنا اجماع امت کے سراسر خلاف ہے، اسی طرح نماز میں شہادت علی رضی اللہ عنہ کا اضافہ کرتے ہیں (جس کو خو شیعہ مولوی بدعت بتا رہے ہیں دیکھیں اصلاح الرسوم الظاہرہ فی کلام العترت الطاہرہ)

اور نماز کا اختتام (یعنی سلام) بھی سنت کے خلاف ہے۔ بلکہ نماز ہاتھ کھول کر پڑھتے ہیں۔

ساتھ ساتھ اہلسنّت پر کافی عرصے سے ہاتھ باندھنے پر طعن تشنیع کرتے ہوئے بھی نظر آتے ہیں۔

کتبِ احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں ہاتھ چھوڑنے کا ثبوت کسی بھی صحیح یا ضعیف روایت میں نہیں ملتا۔

البتہ بعض صحابہ کرام اور تابعین سے ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا منقول ہے، صحابہ میں سے عبداللہ بن زبیر، اسعد بن سہل بن حنیف، رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین اور ان کے بعد کے فقہاء میں سعید بن مسیب، سعید بن جبیر، ابراہیم نخعی، حسن بصری، ابن سیرین، عطاء اور ابن جریج رحمہم اللہ سے یہ بات امام عبدالرزاق نے اپنی "مصنف" میں، ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے اپنی "مصنف" میں، امام ابن منذر نے "الاوسط" میں امام ابو زرعہ دمشقی نے اپنی تاریخ میں نقل فرمایا ہے۔

البتہ ہمارے ہاں یہ عمل معمول بہ نہیں ہے، بلکہ اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل راجح ہے، بلکہ رسول اللہ ﷺ کا معمول اس کے خلاف ہے؛ لہذا اس پر کسی حنفی کے لیے عمل درست نہیں ہے۔

مگر پھر بھی روافض کے سہولت کار حنفیت سے بغض پورا کرنے کے لئے، ان شیعہ کی نماز سنت والی اور ہماری حنفیوں کی سنت سے خالی نظر آتی ہے۔

پھر یہی ٹولہ شیعہ کی مساجد امام بارگاہوں میں ہاتھ کھول کر محض شیعہ کو خوش کرنے کا کام بھی بڑی صفائی سے کرتا نظر آ رہا ہے۔

اور یاد رہے! نماز وغیرہ جیسے فروعی مسائل میں صحابہ کرام کے آپس میں بھی بے شمار اختلاف تھے، جن کی کئی مثالیں موجود ہیں جن کو دیکھ کر پتہ چل سکتا ہے کہ ان مسائل میں اختلاف ہونا کوئی نئی بات نہیں بلکہ قرون اولیٰ میں بھی ایسے بے شمار اختلاف تھے پھر بھی یہ لوگ غلاماں رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے، سنت کے تابع تھے ان کو کسی نے اہلسنّت سے باہر نہیں نکالا۔

اختلافات کی کچھ مثالیں پیش خدمت ہیں!

قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ وَأَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى: لَوْ أَنَّ رَجُلًا أَجْنَبَ فَلَمْ يَجِدِ الْمَاءَ شَهْرًا، أَمَا كَانَ يَتَيَمَّمُ وَيُصَلِّي؟ فَكَيْفَ تَصْنَعُونَ بِهَذِهِ الْآيَةِ؟ فِي سُورَةِ الْمَائِدَةِ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا سورة النساء آية 43، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: لَوْ رُخِّصَ لَهُمْ فِي هَذَا لَأَوْشَكُوا إِذَا بَرَدَ عَلَيْهِمُ الْمَاءُ أَنْ يَتَيَمَّمُوا الصَّعِيدَ، قُلْتُ: وَإِنَّمَا كَرِهْتُمْ هَذَا لِذَا، قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ أَبُو مُوسَى: أَلَمْ تَسْمَعْ

قَوْلَ عَمَّارٍ لِعُمَرَ ، بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَاجَةٍ ، فَأَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدِ الْمَاءَ ، فَتَمَرَّغْتُ فِي الصَّعِيدِ كَمَا تَمَرَّغُ الدَّابَّةُ ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ : إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَصْنَعَ هَكَذَا ، فَضَرَبَ بِكَفِّهِ ضَرْبَةً عَلَى الْأَرْضِ ، ثُمَّ نَفَضَهَا ، ثُمَّ مَسَحَ بِهَا ظَهْرَ كَفِّهِ بِشِمَالِهِ أَوْ ظَهْرَ شِمَالِهِ بِكَفِّهِ ، ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ : أَفَلَمْ تَرَ عُمَرَ لَمْ يَقْنَعْ بِقَوْلِ عَمَّارٍ .

اگر ایک شخص کو غسل کی حاجت ہو اور مہینہ بھر پانی نہ پائے تو کیا وہ تیمم کر کے نماز نہ پڑھے؟ شقیق کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے جواب دیا کہ وہ تیمم نہ کرے اگر چہ وہ ایک مہینہ تک پانی نہ پائے (اور نماز موقوف رکھے) ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ پھر سورۃ مائدہ کی اس آیت کا کیا مطلب ہوگا "اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی پر تیمم کرلو۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود بولے کہ اگر لوگوں کو اس کی اجازت دے دی جائے تو جلد ہی یہ حال ہو جائے گا کہ جب ان کو پانی ٹھنڈا معلوم ہوگا تو وہ مٹی سے تیمم ہی کرلیں گے۔ اعمش نے کہا میں نے شقیق سے کہا تو تم نے جنبی کے لیے تیمم اس لیے برا جانا۔ انہوں نے کہا ہاں۔

پھر حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا آپ کو حضرت عمار کا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ قول معلوم نہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کام کے لیے بھیجا تھا۔ سفر میں مجھے غسل کی ضرورت ہوگئی، لیکن پانی نہیں ملا۔ اس لیے میں مٹی میں جانور کی طرح لوٹ پوٹ لیا۔ پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے لیے صرف اتنا اتنا کرنا کافی تھا۔ اور آپ نے اپنے ہاتھوں کو زمین پر ایک مرتبہ مارا پھر ان کو جھاڑ کر بائیں ہاتھ سے داہنے کی پشت کو مل لیا یا بائیں ہاتھ کا داہنے ہاتھ سے مسح کیا۔ پھر دونوں ہاتھوں سے چہرے کا مسح کیا۔ عبداللہ نے اس کا جواب دیا کہ آپ عمر کو نہیں دیکھتے کہ انہوں نے عمار کی بات پر قناعت نہیں کی تھی۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 347)

اور بے شمار ایسے مسائل ہیں جن میں صحابہ کرام کا آپس میں سخت اختلاف رہا مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کو ہی دیکھ لیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور کچھ صحابہ کرام قائل تھے اور صحابہ کرام کا ایک بہت بڑا طبقہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں سمجھتا تھا جیسا کہ مسلم میں ہے!

فَبَلَغَهُنَّ أَنَّ النَّاسَ عَابُوا ذَلِكَ وَقَالُوا مَا كَانَتِ الْجَنَائِزُ يُدْخَلُ بِهَا الْمَسْجِدَ۔

اس کے بعد ان (ازواج) کو یہ بات پہنچی کہ لوگوں (صحابہ کرام و تابعین) نے اس کو معیوب سمجھا ہے اور کہا ہے: جنازوں کو مسجد میں نہیں لایا جاتا تھا۔ (مسلم حدیث نمبر 2253) اسی طرح خون بہنے سے وضو ٹوٹنے کا مسئلہ بھی ہے۔

پس ثابت ہوا کہ صحابہ کرام میں بھی اختلاف رہا، اس کے باوجود ان کو کسی نے سنت کا دشمن نہیں کہا جیسے آج کل غیر مقلدین اور ان کے فالورز جس دیدہ دلیری سے حنفیوں کو سنت کا دشمن کہہ کر ہیرو بننے کی کوشش کر رہے ہیں۔

دانا کے لیے کافی ہے ایک لفظ نصیحت

ناداں کے لیے ناکامی ہے مکتب رسالہ

مگر یہی لوگ محض مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے، جو کبھی اپنے آپ کو اہلحدیث اور کبھی روافض کا اپنا ہم نوا ظاہر کرتے ہیں، کبھی سینے پر ہاتھ باندھنے، فاتحہ خلف الامام، امین بالجہر جلسہ استراحت اور رکوع والے رفع الیدین کی بات کر کے شکوک وشبہات پیدا کر کے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنانے میں مصروف عمل ہیں۔

الحمدللہ ہم نے کچھ کوشش کی ہے کہ ایک مختصر رسالہ نماز حنفی احادیثِ صحیحہ اور آثار صحابہ کرام کی روشنی میں ترتیب دے کر حق کو واضح کر دیا ہے۔ اور البدر المنیر علی صلاۃ سراج المنیر نام رکھا دیا۔

انشاء اللہ عنقریب اسی رسالہ کو ہم مزید دیگر کئی تحقیقی ابحاث کے اضافے کے ساتھ شائع کریں گے۔

آخر میں ہم شکریہ ادا کرتے ہیں اسد طحاوی حنفی کا جنھوں اپنی چند تحریرات اس رسالہ میں داخل کیں۔

اللہ کریم اس سعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر ہم سب مسلمانوں کو خشوع وخضوع کے ساتھ اپنی نماز کی پڑھنے کی توفیق دے آمین۔

منیر عباس چشتی اسلام آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صلو کما رائتمونی اصلی

وضو کی فضیلت

حدیث: عن عثمان بن عفان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من توضا فاحسن الوضوء خرجت خطایاہ من جسدہ حتی تخرج من تحت اظفارہ ۔ (مسلم جلد 1 ص 125)

ترجمہ: حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اچھی طرح وضوء کیا (سنن وآداب کا خوب خیال رکھا) تو گناہ اس کے جسم سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں۔

وضو سے پہلے کی دعا

حدیث: عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا اباھریرہ اذا توضات فقل بسم اللہ والحمد للہ فان حفظتك لا تستریح تکتب لك الحسنات حتی تحدث من ذلك الوضوء (المعجم الصغیر للطبرانی، جلد 1 ص 73 مکتبہ دارالکتب العلمیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابو ہریرہ جب تو وضو کرنے لگے تو کہہ بسم اللہ والحمد للہ بلاشبہ تیرے محافظ فرشتے تیرے لئے مسلسل نیکیاں لکھتے رہیں گے حتی کہ تو اس وضوء سے بے وضوء ہو جائے۔

وضو کا سنت طریقہ

حدیث: عن حمران مولی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ انہ رای عثمان رضی اللہ عنہ دعا بوضوء فافرغ علی یدیہ من انائہ فغسلھما ثلث مرات ثم ادخل یمینہ فی الوضوء ثم تمضمض واستنشق واستنثر ثم غسل وجھہ ثلثا ویدیہ الی المرفقین ثلثا ثم مسح براسہ ثم غسل کل رجل ثلثا ثم قال رایت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یتوضا نحو وضوئی ھذا الخ۔ بخاری ج 1 ص 28 مکتبہ قدیمی کتب خانہ)

ترجمہ: حضرت حمرانؓ (سیدنا عثمانؓ کے غلام) فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمانؓ کو دیکھا انہوں نے وضو کے لئے پانی منگوایا پھر اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالا اس کو تین مرتبہ دھویا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا تین مرتبہ پھر تین مرتبہ چہرہ دھویا پھر اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک تین مرتبہ دھویا پھر سر کا مسح کیا پھر دونوں پاؤں کو تین تین مرتبہ دھویا پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا! میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ علیہ السلام نے اسی طرح وضو کیا۔

انگلیوں کا خلال کرنا

حدیث: عن لقیط بن صبرۃ عن ابیہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا توضات فخلل الاصابع ۔(ترمذی ج1 ص16 حسن صحیح مکتبہ الحسن ومستدرک حاکم ج1 ص253 مکتبہ دار الفکر حدیث صحیح نمبر 534 واللفظ للترمذی)

ترجمہ: حضرت لقیط بن صبرہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم وضو کرو تو اپنی انگلیوں کا خلال کرو۔

پورے سر کا مسح کرنا

حدیث: عبداللہ بن زیدؓ فرماتے ہیں فمسح براسہ فاقبل بیدہ و ادبر بھا ۔(بخاری ج1 ص32)

ترجمہ: نبی علیہ السلام نے اپنے سر کا مسح کیا آگے سے بھی اور پیچھے سے بھی۔

کانوں کا مسح کرنا

حدیث: عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال توضا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثم مسح براسہ واذنیہ باطنھما بالسباحتین وظاھرھما بابھامیہ ۔ نسائی ج1 ص29 مکتبہ قدیمی کتب خانہ

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر کا مسح کیا اور دونوں کانوں کا مسح کیا اندرونی حصہ کا مسح شہادت کی انگلی سے اور ظاہری حصہ کا دونوں انگوٹھوں سے۔

گردن کا مسح کرنا

حدیث: عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال من توضا ومسح بیدیہ علی عنقہ وفی الغل یوم القیامہ ۔ (تلخیص الحبیر ج1 ص288)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جس شخص نے وضوء کیا اور ہاتھوں کے ساتھ گردن کا مسح کیا تو قیامت کے دن گردن میں طوق کے پہنائے جانے سے اس کی حفاظت کی جائے گی۔

نوٹ: علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے تلخیص الحبیر ج1 ص288۔ علامہ شوقانی نے بھی اس کی تصحیح کی ہے۔ نیل الاوطار ج1 ص123 مکتبہ دار المعرفہ لبنان۔

حدیث: عن طلحہ، عن ابیہ، عن جدہ انہ رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یمسح راسہ حتی بلغ القذال وما یدیہ من مقدم العنق بمرۃ ۔ (مسند احمد ج3 ص481 حدیث نمبر 15521)

ترجمہ: حضرت طلحہ بروایت اپنے والد، اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ اپنے سر پر مسح کر رہے ہیں یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اپنے ہاتھ) سر کے آخری حصے اور اس سے متصل گردن کے اوپر کے حصے تک

ایک بار لے گئے۔اس کے ہم معنی روایت السنن الکبری للبیھقی ج1 صفحہ 60 مکتبہ ادارہ تالیفات اشرفیہ میں بھی موجود ہے۔

حدیث: عن وائل بن حجرؓ (فی حدیث طویل) ثم مسح رقبتہ، الخ۔ المعجم الکبیر للطبرانی ج22 ص50

ترجمہ: حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ۔۔۔۔۔۔۔ پھر نبی علیہ السلام نے گردن کا مسح کیا۔

حدیث: عن مجاھد عن ابن عمر رضی اللہ عنہ انہ کان اذا مسح راسہ مسح قفاہ مع راسہ (السنن الکبری للبیھقی ج1 ص60)

ترجمہ: مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ جب سر کا مسح کرتے تو گردن کا مسح بھی کرتے۔

فائدہ: مذکورہ بالا احادیث سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ گردن پر مسح کرنا نبی علیہ السلام کی سنت ہے مگر ان احادیث کے باوجود غیر مقلدین نام نہاد اہل حدیث حضرات کا موقف یہ ہے کہ گردن پر مسح کرنا بدعت ہے چنانچہ غیر مقلدین کے مشہور و معروف عالم خالد حسین گرجاکھی لکھتے ہیں۔ وضو میں گردن کا مسح کرنا ثابت نہیں بلکہ بدعت ہے۔ (صلاۃ النبی ص70)

نیز غیر مقلدین کے مایہ ناز مفتی عبدالستار صاحب لکھتے ہیں گردن کا مروجہ مسح کسی حدیث میں نہیں بلکہ احداث فی الدین (بدعت) ہے ۔(فتاویٰ ستاریہ ج3 ص53)

اور مبشر ربانی لکھتے ہیں: گردن کے مسح کے بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں۔ (صلوۃ المسلم ص14)

جرابوں پر مسح کرنا

وضو میں موزوں پر مسح کرنا احادیث متواترہ سے ثابت ہے وضو کے دوران جرابوں پر مسح کرنا جائز نہیں کیونکہ ایسا کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں اور غیر مقلدین علماء نے اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے چنانچہ غیر مقلدین کی ریڑھ کی ہڈی مولانا نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں کہ، مذکورہ (اونی، سوتی) جرابوں پر مسح جائز نہیں ہے کیونکہ اس کی کوئی صحیح دلیل نہیں ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ ج1 ص327)

غیر مقلدین کے مشہور و معروف عالم مولانا ابوسعید شرف الدین فرماتے ہیں "یہ مسئلہ (جرابوں پر مسح کرنا) نہ قرآن سے ثابت ہے نہ مرفوع صحیح حدیث سے نہ اجماع سے نہ قیاس صحیح سے۔۔۔۔۔ لہذا خف چرمی (موزوں) کے سوا جرابوں پر مسح ثابت نہیں ہوا۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج1 ص442)

نیز اہل حدیث کے محقق عالم علامہ عبدالرحمن مبارکپوری تحفہ الاحوذی ج1 ص120 میں اور مولانا عبداللہ روپڑی صاحب نے فتاوی اہل حدیث ج1 ص351 میں اور مولانا یونس دہلوی صاحب نے دستور المتقی ص78 میں اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ جرابوں پر مسح کرنے کی احادیث ضعیف ہیں۔

امام جعفر رضی اللہ عنہ کا شیعہ کو وضو میں پاؤں دھونے کا حکم

عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ وَ أَبِي دَاوُدَ جَمِيعاً عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ أَيُّوبَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ سَمَاعَةَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام. قَالَ: إِذَا نَسِيتَ فَغَسَلْتَ ذِرَاعَكَ قَبْلَ وَجْهِكَ فَأَعِدْ غَسْلَ وَجْهِكَ ثُمَّ اغْسِلْ ذِرَاعَيْكَ بَعْدَ الْوَجْهِ فَإِنْ بَدَأْتَ بِذِرَاعِكَ الْأَيْسَرِ قَبْلَ الْأَيْمَنِ فَأَعِدْ غَسْلَ الْأَيْمَنِ ثُمَّ اغْسِلِ الْيَسَارَ وَ إِنْ نَسِيتَ مَسْحَ رَأْسِكَ حَتَّى تَغْسِلَ رِجْلَيْكَ فَامْسَحْ رَأْسَكَ ثُمَّ اغْسِلْ رِجْلَيْكَ.

امام صادق نے فرمایا ہے کہ: جب بھی آپ بھول کر چہرہ دھونے سے پہلے اپنے ہاتھوں کو دھولو، تو پلٹ کر اپنے چہرے کو دھو کر پھر دوبارہ اپنے ہاتھوں کو دھولو۔ اگر بھول کر دائیں ہاتھ سے پہلے، بائیں ہاتھ کو دھولو تو، پلٹ کر دائیں ہاتھ کو دھو کر پھر دوبارہ بائیں ہاتھ کو دھو۔ اگر سر کے مسح کو بھول کر پیروں کو دھونا شروع کر دو تو، پلٹ کر اپنے سر کا مسح کرو اور اسکے بعد دوبارہ اپنے پاؤں کو دھولو۔ الكليني الرازی، أبو جعفر محمد بن يعقوب بن إسحاق (متوفی 328ھ) الأصول من الكافي، ج3 ص35)

یاری جیسے شیعہ جو اپنی کتب اربعہ کی روایات کو صحیح سمجھتے ہیں تو بتائیں کے امام کے فتویٰ پر عمل کرنے سے کیوں گریزاں ہیں؟

اذان کے مسنون کلمات

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان لا الہ الا اللہ

اشھد ان محمدا رسول اللہ اشھد ان محمدا رسول اللہ حی علی الصلوہ حی علی الصلوہ

حی علی الفلاح حی علی الفلاح اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ

(ابوداؤد ج1 ص83 مکتبہ رحمانیہ)

نوٹ: فجر کی اذان میں "الصلوۃ خیر من النوم" بھی کہے۔ ابوداؤد ص84 ومصنف عبدالرزاق ج1 ص186 حدیث نمبر 1889 مکتبہ دارہ الاحیاء التراث

اقامت کے مسنون کلمات

اللہ اکبر (4 مرتبہ)

اشھد ان لا الہ اللہ (2 مرتبہ)

اشھد ان محمدا رسول اللہ (2 مرتبہ)

حی علی الصلوہ (2 مرتبہ)

حی علی الفلاح (2 مرتبہ)

قدقامت الصلوہ (2مرتبہ)

اللہ اکبر (2مرتبہ)

لاالہ الا اللہ۔(1مرتبہ)

نوٹ: مذکورہ بالا اذان واقامت کو دوہری اذان واقامت کہتے ہیں اس کے لئے کہ احادیث میں شفع اور مثنی کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔

چنانچہ روایت میں آتا ہے ان بلال رضی اللہ عنہ کان یثنی الاذان و یثنی الاقامۃ(مصنف عبدالرزاق ج1 ص188)

حضرت بلالؓ اذان واقامت دوہری دوہری کہتے تھے

حدیث: کان عبد اللہ بن زید الانصاری موذن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یشفع الاذان و الاقامہ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج1 ص234 مکتبہ امدادیہ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زیدؓ انصاری نبی علیہ السلام کے موذن اذان اور اقامت دوہری دوہری کہتے تھے۔

فائدہ: یہی وہ اقامت ہے جو نبی علیہ السلام نے اپنے صحابی ابومحذورہ کو سکھلائی تھی (مصنف ابن ابی شیبہ ج1 ص231 مکتبہ امدادیہ ملتان)

اور یہی اقامت حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان اور تابعین وتبع تابعین سے ثابت ہے حوالہ جات کے لئے یہ کتب ملاحظہ فرمائیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق، طحاوی، نصب الرایہ اعلاء السنن، آثار السنن)

ان احادیث وآثار کے باوجود غیر مقلدین (نام نہاد اہل حدیث) کی مساجد میں کہری اقامت کہی جاتی ہے جو کہ ان احادیث وآثار کی مخالف ہے کیا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اتنی احادیث اور آثار کی مخالفت کر کے اپنے آپ کو اہل حدیث کہلانا اور جو ان احادیث پر عمل کرے اس کو بدعتی کہنا؟

فجر کی اذان میں ”الصلوۃ خیر من النوم“ شیعہ کتب سے

محمد بن علی بن محبوب عن أحمد بن الحسن عن الحسين عن حماد ابن عيسى عن شعيب بن يعقوب عن أبي بصير عن أبي عبد الله قال النداء والتثويب فى الاذان من السنة كتاب الاستبصار- الشيخ الطوسي - ج ١- ص (١٧٦)

مام جعفر صادق (رضی اللہ تعالی عنہ) نے فرمایا کہ اذان میں تثویب (الصلاۃ خیر من النوم) پڑھنا سنت میں سے ہے۔

رواه محمد بن علي بن محبوب عن أحمد بن الحسن عن الحسين عن حماد بن عيسى عن شعيب بن يعقوب عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام قال: النداء والتثويب فى الإقامة من السنة كتاب تهذيب الأحكام - الشيخ الطوسی - ج ٢ - الصفحة ٥٨

امام جعفر صادق (رضی اللہ تعالی عنہ) نے فرمایا کہ اقامت میں تثویب (الصلاۃ خیر من النوم) پڑھنا سنت میں سے ہے۔

،عن أحمد الحسن، عن الحسين، عن حماد بن عيسى، عن شعيب بن يعقوب، عن أبي بصير، عن أبي عبد الله (عليه السلام) قال: النداء والتثويب في الإقامة من السنة كتاب وسائل الشيعة (آل البيت) - الحر العاملي - ج ٥ - الصفحة ٤٢٧)

جمہا امام جعفر صادق (رضی اللہ تعالی عنہ) نے فرمایا کہ اقامت میں تثویب (الصلاۃ خیر من النوم) پڑھنا سنت میں سے ہے۔

ٹخنے ننگے رکھنا سنت ہے، کپڑے کو فولڈ کرنا منع ہے

اگر ٹخنے ننگے نہ ہو تو شلوار کو اوپر کھینچ کر ٹخنے ننگے کریں فولڈ نہ کریں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص تہبند ٹخنوں سے نیچے کیے نماز ادا کر رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جاؤ! وضو کرو۔ اس نے جا کر وضو کیا، پھر حاضر خدمت ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جا کر وضو کرو۔ ایک شخص نے عرض کیا! یا رسول اللہ! آپ نے اسے وضو کرنے کا حکم کیوں دیا؟

ایک لمحہ خاموش ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ تہبند لٹکائے نماز پڑھ رہا تھا، اور چادر لٹکانے والے کی نماز اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا۔

(أبو داؤد، السنن، کتاب الصلاۃ، باب الاسال فی الصلاۃ، 1:248، رقم:)

کپڑوں کو شلور وغیرہ کو فولڈ کرنا منع ہے

حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابن عَبَّاس، قَالَ: أُمِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ وَلَا يَكُفَّ ثَوْبَهُ وَلَا شَعَرَهُ۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم تھا کہ سات ہڈیوں پر سجدہ کریں اور بال اور کپڑے نہ سمیٹیں۔ (صحیح بخاری 815)

نماز کا طریقہ

جب آدمی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مسنون طریقہ سے وضو کر لے تو پھر مسنون طریقہ سے نماز ادا کر لے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" صلو کما رائتمونی اصلی " بخاری۔ نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھ کو نماز پڑھتے دیکھتے ہو۔

حدیث: عن انس رضی اللہ عنہ قال رایت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم کبر فحاذی بابهامیه اذنیه الخ۔ (مستدرک حاکم ج 1 ص 356 مکتبہ دار الفکر حدیث نمبر 931)

نیز اس حدیث کو امام حاکم اور علامہ ذہبیؒ نے صحیح کہا ہے

ترجمہ: حضرت انسؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے تکبیر کہی تو اپنے دونوں انگوٹھے کانوں کے برابر لے گئے۔

حدیث: عن مالك بن حويرث رضی اللہ عنہ انه رای نبی الله صلی الله علیه وآله وسلم وقال حتی یحاذی بهما فروع اذنیه۔ (مسلم قدیمی کتب خانہ ج1 ص 167)

ترجمہ: حضرت مالک بن حویرث ؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھوں کو کانوں کی لو تک اٹھایا۔

نماز کے دوران پاؤں میں کے درمیان فاصلہ

نمازی اپنے دونوں پاؤں کے درمیان مناسب فاصلہ رکھے، جو کم از کم چار انگشت سے لے کر زیادہ سے زیادہ ایک بالشت کی مقدار ہونا چاہیے۔ 2: مصنف عبدالرزاق میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت نافع سے مروی ہے: أن بن عمر كان لا يفرسخ بينهما ولا يمس إحداهما الأخرى قال بين ذلك (مصنف عبدالرزاق: ج2 ص172 باب التحریک فی الصلاۃ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دونوں پاں کو پھیلا کر (اور چیز کر) نہیں کھڑے ہوتے تھے اور نہ ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں سے چھوتے تھے بلکہ ان کی درمیانی حالت پر رکھتے تھے۔

2: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی کے بارے میں مروی ہے: وكان ابن عمر لا يفرج بين قدميه ولا يمس إحداهما بالأخرى ولكن بين ذلك لا يقارب ولا يباعد (المغني لابن قدامة: ج1 ص696- فصل: ما يكره من حركة البصر فی الصلاۃ)

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا

حدیث: عن علقمه بن وائل بن حجر عن ابيه قال رايت النبی صلی الله علیه وآله وسلم وضع يمينه على شماله في الصلاة تحت السرة۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج3 ص 321 بتحقیق الشیخ عوامہ مکتبہ ادارہ القرآن والعلوم الاسلامیہ)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ علیہ السلام نے نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر ناف کے نیچے رکھا۔

حدیث: عن علی رضی اللہ عنہ قال من سنة الصلوة وضع الايدی على الايدی تحت السرر۔

ترجمہ: حضرت علی ؓ فرماتے ہیں کہ نماز میں سنت طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر ناف کے نیچے رکھا جائے۔

فائدہ: نماز میں سینہ پر ہاتھ باندھنا نبی علیہ السلام تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان و تابعین و تبع تابعین میں سے کسی ایک سے بھی بسند صحیح ثابت نہیں۔

نوٹ: ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمھم اللہ تعالی) میں سے سینہ پر ہاتھ باندھنے کا کوئی بھی قائل نہیں تفصیل کے لئے (ملاحظہ ہو شرح مسلم للنووی ؒ مع مسلم ج1 ص 173 مکتبہ قدیمی کتب)

عن عائشه رضی الله عنها قالت، کان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اذا استفتح الصلوۃ قال سبحانك اللهم و بحمدك و تبارك اسمك و تعالی جدك ولا اله غيرك ۔ (ھذا حدیث صحیح الاسناد مستدرک حاکم ج 1 ص 319 مکتبہ دار الفکر حدیث نمبر 890 وابوداؤج 1 ص 113)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز شروع فرماتے تو کہتے "سبحانك اللهم و بحمدك وتبارك اسمك وتعالی جدك ولا اله غيرك"

امام حاکمؒ وعلامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث نمبر 2: عن الاسود عن عمر رضی اللہ عنہ کان اذا افتتح الصلوۃ قال سبحانك اللهم و بحمدك و تبارك اسمك و تعالی جدك و اله غيرك ۔ (مستدرک حاکم واللفظ لہ ج 1 ص 320 وصحیح مسلم ج 1 ص 172)

ترجمہ: اسودؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ جب نماز شروع کرتے تو سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالی جدک ولا الہ غیرک پڑھتے۔

امام حاکمؒ وعلامہ ذہبیؒ نے اس کو بھی صحیح کہا ہے ج 1 ص 320۔

بسم اللہ آہستہ پڑھنا

حدیث نمبر 1: عن انس رضی اللہ عنہ قال صليت مع رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم و ابی بكر و عمر و عثمان فلم اسمع احدا منهم يقراء بسم الله الرحمن الرحيم ۔ (مسلم ج 1 ص 172)

ترجمہ: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھی حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے ساتھ نماز پڑھی لیکن ان میں سے کسی کو بھی بسم اللہ پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔

حدیث نمبر 2: عن انس رضی اللہ عنہ قال صليت خلف رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم و ابی بكر و عمر و عثمان رضی الله عنهم فلم اسمع احدا منهم يجهر بسم الله الرحمن الرحيم ۔ (نسائی ج 1 ص 144 مکتبہ قدیمی کتب خانہ)

ترجمہ: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی حضرت ابوبکر وحضرت عمر وحضرت عثمان رضی اللہ عنھم کے پیچھے نماز پڑھی ان میں سے کسی کو بھی بسم اللہ الرحمن الرحیم اونچی آواز سے پڑھتے نہیں سنا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ عَبْدَةَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، كَانَ يَجْهَرُ بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ يَقُولُ: »سُبْحَانَكَ اللهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، تَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ، وَعَنْ قَتَادَةَ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَيْهِ يُخْبِرُهُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَعُثْمَانَ، فَكَانُوا يَسْتَفْتِحُونَ بِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا يَذْكُرُونَ {بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ} [الفاتحة: 1] فِي أَوَّلِ قِرَاءَةٍ وَلَا فِي آخِرِهَا اوزاعی نے عبدہ سے روایت کی کہ حضرت عمر بن خطاب رضی

اللہ عنہ یہ کلمات بلند آواز سے پڑھتے تھے: »سبحانك اللهم !وبحمدك، تبارك اسمك وتعالى جدك، ولا إله غيرك« اے اللہ! تو اپنی حمد کے ساتھ پاک ہے۔ تیرا نام بڑا بابرکت ہے اور تیری عظمت وشان بڑی بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔'' (نیز اوزاعی ہی کی) قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے (اپنی) روایت کی خبر دیتے ہوئے ان (اوزاعی) کی طرف لکھ بھیجا کہ انہوں نے (انس رضی اللہ عنہ) نے قتادہ کو حدیث سنائی، کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی ہے، وہ (نماز کا) آغاز »الحمد للہ رب العالمین« سے کرتے تھے، وہ »بسم اللہ الرحمن الرحیم« (بلند آواز سے) نہیں کہتے تھے، نہ قراءت کے شروع میں اور نہ اس کے آخر میں ہی (دوسری سورت کے آغاز پر۔) (صحیح مسلم)

نماز میں قرات کا بیان

نمازی تین طرح کے ہوتے ہیں۔

1- منفرد (اکیلا نماز پڑھنے والا)

2- امام

3- مقتدی

منفرد اور امام کے لئے قرات کا حکم:

اکیلے نمازی اور امام کے لئے نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے حدیث پاک میں آتا ہے۔

حدیث: عن عبادہ بن الصامت رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال لا صلوۃ لمن لم يقرا بفاتحة الكتاب۔ (بخاری ج 1 ص 104 قدیمی کتب خانہ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں نماز اس شخص (امام ومنفرد) کی جو سورہ فاتحہ کی قرات نہ کرے۔

حدیث: عن نافع ان عبدالله بن عمر كان اذا سئل هل يقرء احد خلف الامام قال اذا صلى احدكم خلف الامام فحسبه قراۃ الامام و اذا صلى وحده فليقرء قال و كان عبد الله بن عمر رضی اللہ عنہ لا يقرء خلف الامام ۔(موطا امام مالك ص 68 ترك القراه خلف الامام)

ترجمہ: نافعؒ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابن عمرؓ سے پوچھا جاتا کہ امام کے پیچھے مقتدی بھی پڑھے؟ تو آپ جواب دیتے کہ مقتدی کے لئے امام کی قرات کافی ہے البتہ جب وہ اکیلا نماز پڑھے تو قرات کرے۔ خود حضرت عبداللہ بن عمرؓ امام کے پیچھے قرات نہیں کرتے تھے
۔

مذکورہ بالا دلائل سے معلوم ہوا کہ جب آدمی امام ہو یا اکیلا نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے لئے قرات ضروری ہے لیکن اگر مقتدی ہو تو پھر قرات نہ کرے۔

مقتدی کے لئے قرات کا حکم

مقتدی کو امام کے پیچھے قرات کرنا منع ہے۔ چنانچہ حکم خداوندی ہے۔ واذا قرا القرآن فاستمعو له و انصتوا لعلکم ترحمون ہ سورہ اعراف آیت نمبر 204۔

ارشاد ربانی ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو غور سے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

حدیث: عن یسیر بن جابر قال صلی ابن مسعود رضی اللہ عنہ فسمع ناسا یقرون مع الامام فلما انصرف قال اما آن لکم ان تفھموا اما آن لکم ان تعقلوا و اذا قری القرآن فاستمعوا له و انصتوا کما امر کم الله۔ (تفسیری طبری ج 9 ص 110 بحوالہ تفسیر ابن کثیر ج 2 ص 245 مکتبہ دار احیاء)

حدیث: عن عبد الله قال والذی لا اله الا غیره ما من کتاب الله سورة الا انا اعلم حیث نزلت وما من آیت الا انا اعلم فی ما انزلت ولو اعلم احدا هو اعلم بکتاب الله منی تبلغه الا بل لرکبت الیه۔ (صحیح مسلم ج 2 ص 293)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے علاوہ کوئی الہ نہیں قرآن کریم کی کوئی سورت کو آیت ایسی نہیں جس کا شان نزول مجھے معلوم نہ ہو کہ کس موقعہ پر اتری اور کس حالت میں نازل ہوئی ہے اور میں اپنے سے بڑا کتاب اللہ کا عالم کسی کو نہیں پا تا اگر (اس وقت یعنی دور صحابہؓ میں) مجھ سے بڑا کوئی عالم ہوتا جس تک پہنچنا ممکن ہوتا تو میں اس کی طرف رجوع کرتا۔

یہی عبداللہ بن مسعودؓ اس آیت کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے (ایک دفعہ) نماز پڑھی اور چند آدمیوں کو انہوں نے امام کے ساتھ قرات کرتے سنا جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم سمجھ بوجھ سے کام لو جب قرآن کی تلاوت ہو رہی ہو تو تم اس کی طرف کان لگاؤ اور خاموش رہو جیسا کہ اللہ نے تمہیں اس کا حکم دیا ہے۔

آیت مذکورہ کی تفسیر رئیس المفسرین وحبر الامہ حضرت ابن عباسؓ سے۔

یوں تو سب صحابہؓ آسمان ہدایت کے روشن ستارے ہیں مگر عبداللہ بن عباسؓ وہ صحابی رسول ہیں کہ آپ علیہ الصلوہ والسلام نے فرمایا۔

اللهم فقهه فی الدین و علمه التاویل۔ (مسند احمد ج 1 ص 540 حدیث نمبر 3024 مکتبہ دار احیاء التراث العربی)

اے اللہ ان کو (حضرت ابن عباسؓ) کو دین کی سمجھ اور قرآن کی تاویل و تفسیر میں مہارت عطا فرما۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ فی الایة قوله "واذا قری القرآن فاستمعوا له وانصتوا "یعنی فی الصلاة المفروضه۔

تفسیر ابن کثیر ج 2 ص 245 و تفسیر ابن جریر و تفسیر روح المعانی و کتاب القراة للبیہقی۔

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ واذا قری القرآن کا شان نزول فرض نماز ہے۔ ان کے علاوہ حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت

مقداد بن اسودؓ، حضرت عبداللہ مغفلؓ سے بھی مروی ہے کہ اس آیت کا تعلق نماز سے ہے حوالہ جات کے لئے ملاحظہ فرمائیں تفسیر ابن کثیر تفسیری مظہری، تفسیر روح المعانی وکتاب القراۃ للبیھقی وغیرہ۔ تابعین میں بھی مندرجہ ذیل حضرات بھی ہی فرماتے ہیں کہ اس آیت کا تعلق نماز سے ہے۔

-1 حضرت مجاہدؒ -2 حضرت سعید بن مسیبؒ -3 حضرت سعید بن جبیرؒ

-4 حضرت حسن بصریؒ -5 حضرت عبید بن عمیرؒ -6 حضرت عطاء بن ابی رباحؒ

-7 حضرت ضحاکؒ -8 حضرت ابراہیم نخعیؒ -9 قتادہؒ

-10 حضرت شعبیؒ -11 امام السدیؒ -12 حضرت عبدالرحمن بن زیدؒ

حوالہ جات کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔ (تفسیر ابن کثیر، تفسیر ابن جریر، تفسیر روح المعانی، کتاب القراۃ للبیھقی)

امام احمد بن حنبلؒ: امام احمد بن حنبلؒ نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ یہ آیت (واذا قرای القرآن) نماز کے بارہ میں نازل ہوئی۔ (فتاوی ابن تیمیہ ج2 ص128)

مقتدی کے لئے قرات خلف الامام نہ کرنے کا حکم

احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں۔

حدیث نمبر 1: عن ابی موسی رضی اللہ عنہ الاشعری قال (فی حدیث) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاذا کبر الامام فکبروا واذا قرا فانصتوا۔ (مسلم ج1 ص174)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوہ والسلام نے فرمایا جب امام تکبیر کہے تم بھی تکبر کہو جب امام قرات کرے تم خاموش رہو۔

حدیث نمبر 2: عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا قرا الامام فانصتوا واذا قال غیر المغضوب علیھم ولا الضالین فقولوا آمین۔ (مسند ابی عوانہ ج2 ص133 مکہ المکرمہ)

ترجمہ: حضرت ابوموسی اشعریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام قرات کرے تو تم خاموش رہو اور جب امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو۔

حدیث نمبر 3: عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انما جعل الامام لیوتم بہ فاذا اکبر فکبروا واذا قراء فانصتوا الخ (نسائی ج1 ص146 قدیمی کتب خانہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا امام اس لئے مقرر کیا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے سو جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو جب امام قرات کرے تو تم خاموش رہو۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا قول

وکذلك ان کان ماموما ینصت الی قراۃ الامام ویفھمھا۔ (غنیۃ الطالبین مترجم ص592)

ترجمہ: ایسے ہی اگر نماز پڑھنے والا مقتدی ہے تو اس کو امام کی قرات کے لئے خاموش رہنا چاہئے اور قرات کو سمجھنے کی کوشش کرے ان کے علاوہ اور بہت سی احادیث و آثار موجود ہیں لیکن اختصار کی وجہ سے ہم ذکر نہیں کر رہے۔

مسئلہ آمین

تمام نمازوں کی ہر رکعت میں سورہ الفاتحہ کے بعد آمین آہستہ کہنا سنت ہے۔

قرآن پاک میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالی کا فرمان ہے۔ قد اجیبت دعوتکما سورہ یونس آیت نمبر 89 میں نے تم دونوں کی دعا قبول کر لی حالانکہ حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن عباس حضرت عکرمہ، حضرت ابو صالح، حضرت ابو العالیہ، حضرت ربیع، حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہم وغیرہ حضرات فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی تھی اور ہارون علیہ السلام نے آمین کہی تھی۔ (تفسیر ابن کثیر، تفسیر الدر المنثور)

حضرت عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آمین دعا ہے۔ (صحیح بخاری ج1 ص107)

نیز آمین کا لغوی معنی بھی دعائیہ ہے چنانچہ المنجد میں ہے آمین اسم فعل بمعنی (اے اللہ) قبول کر، ایسا ہی ہو صفحہ 64 مکتبہ دار الاشاعت مذکورہ بالا دلائل سے معلوم ہوا کہ آمین دعا ہے اور دعا کے متعلق حکم باری تعالی ہے ادعوا ربکم تضرعا وخفیہ۔ (سورہ اعراف آیت نمبر 55)

ترجمہ: دعا کرو اپنے رب سے عاجزی سے اور خفیہ (آہستہ) تو معلوم ہوا کہ آمین آہستہ کہنی چاہئے۔

حدیث نمبر 1: **علقمه بن وائل عن ابيه انه صلى الله عليه وآله وسلم فلما بلغ (غير المغضوب عليهم ولا الضالين) قال آمين واخفى بها صوته (مسند احمد، ابو داؤد الطيالسى ابو يعلى، الدار قطنى، والحاكم وقال صحيح الاسناد ولم يخرجاه۔** (بحوالہ نصب الرایہ ج1 ص446 مکتبہ حقانیہ)

ترجمہ: حضرت علقمہؒ اپنے باپ حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی پس جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولا الضالین پڑھا تو آمین کے وقت اپنی آواز کو پوشیدہ کیا۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث: **عن ابى وائل قال كان عمر** رضی اللہ عنہ **و على** رضی اللہ عنہ **لا يجهران ببسم الله الرحمن الرحيم ولا بالتعوذ ولا بالتامين۔** (شرح المعانی الاثار للطحاوی ج1 ص140)

ترجمہ: ابو وائلؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نہ تو بسم اللہ اور اعوذ باللہ اونچی آواز سے پڑھتے تھے اور نہ ہی آمین اونچی آواز سے کہتے تھے۔

تکبیر تحریمہ کے علاوہ رکوع وسجود میں رفع یدین نہ کرنا

حدیث: عن علقمه عن عبد الله انه قال الا اصلی بکم صلوة رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فصلی فلم یرفع یدیه الامرة واحدة۔ (سنن نسائی ص 161 قدیمی
)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کیا میں تم لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں پر انہوں نے نماز پڑھی اور صرف (شروع نماز میں) ایک مرتبہ رفع یدین کیا۔ علامہ ابن حزم نے محلی میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ المحلی ص 364 اور علامہ ناصر الدین البانی غیر مقلد عالم نے بھی اس کو صحیح کہا ہے (سنن نسائی بتحقیق البانی ص 183، 168)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ترک رفع الیدین پر امام سفیان ثوری کے متعلق تدلیس پر کچھ!

جیسا کہ امام سفیان سے یہ روایت مذکورہ سند سے مروی ہے:

سفيان عن عاصم بن كليب عن عبد الرحمن بن الأسود عن علقمة قال قال عبد الله بن مسعود ألا أصلي بكم صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلى فلم يرفع يديه إلا في أول مرة

عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نا پڑھاؤں تو انہوں نے نماز پڑھائی اور شروع میں پہلی دفعہ کے علاوہ رفع الیدین نہیں کیا۔

[مصنف ابن ابی شیبہ، وعبدالرزاق، مسند احمد، سنن نسائی، وترمذی، شرح معانی الاثار]

سب سے پہلے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ امام سفیان ثوری نے مذکورہ روایت میں تدلیس کی ہے یا نہیں؟

امام سفیان ثوری کی مذکورہ روایت میں متابعت بزبانی امام دارقطنی!

چناچہ وہ علل میں مذکورہ روایت کے تحت فرماتے ہیں:

وسئل عن حديث علقمة، عن عبد الله، قال: ألا أريكم صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم، فرفع يديه في أول تكبيرة، ثم لم يعد.

فقال: يرويه عاصم بن كليب، عن عبد الرحمن بن الأسود، عن علقمة.

حدث به الثوري عنه.

ورواه أبو بكر النهشلي، عن عاصم بن كليب، عن عبد الرحمن بن الأسود، عن أبيه، وعلقمة، عن عبد الله.

و كذلك رواه ابن إدريس، عن عاصم بن كليب، عن عبد الرحمن بن الأسود، عن علقمة، عن عبد الله.

وإسناده صحيح

امام دارقطنی سوال ہوا: حدیث جو امام علقمہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں: کہ میں کیا تم کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز پڑح کر نہ دکھاوں؟ تو پھر انہوں نے صرف نماز کے شروع میں رفع الیدین کیا۔ پھر ایسا نہ کیا

توامام دارقطنی نے کہا:

اسکو روایت کیا ہے امام عاصم بن کلیب نے امام ابن اسود سے اور وہ امام علقمہ (حضرت ابن مسعود کے مشہور شاگرد) سے

اور اسکو ابو بکر نہشلی نے بھی عاصم سے ابن اسود سے انکے والد اور حضرت علقمہ سے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے

اور ایسے ہی ابن ادریس نے روایت کیا ہے عاصم سے ابن اسود سے اور وہ امام علقمہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود سے!

اور اس حدیث کی سند صحیح ہے

[العلل للدارقطنی]

معلوم ہوا کہ مذکورہ روایت میں امام سفیان ثوری کے دو متابع ہیں

ایک ابو بکر نہشلی

اور

دوسرا ابن ادریس!

تو مذکورہ روایت میں سفیان ثوری کی تدلیس والا اعتراض تو سرے سے اڑ گیا تدلیس تو ہو نہیں سکتی ہے بالکل بھی!!

امام دارقطنی نے اور امام احمد سے بھی یہی کلام نقل کیا ہے کہ اس میں دو راویان نے متابعت کی ہے امام سفیان ثوری کی مذکورہ روایت کو عاصم سے روایت کرنے میں

اسکے بعد امام دارقطنی نے مذکورہ روایت میں "ثم لم یعد" پر کلام کیا ہے کہ یہ الفاظ اصل حدیث میں نہیں ہیں

جیسا کہ امام دارقطنی کا اگلا کلام یوں ہے!

وفيه لفظة ليست بمحفوظة، ذكرها أبو حذيفة في حديثه، عن الثوري، وهي قوله: "ثم لم يعد".

لیکن اس حدیث میں جو الفاظ بیان کیے ہیں "ثم لم یعد" کہ دوبارہ ایسا فعل نہیں کیا یہ غیر محفوظ ہیں جیسا کہ ابو حذیفہ نے امام ثوری سے روایت کیا ہے

وكذلك قال الحماني، عن وكيع.

وأما أحمد بن حنبل، وأبو بكر بن أبي شيبة، وابن نمير، فرووه عن وكيع، ولم يقولوا فيه: "ثم لم يعد".

اور ایسے ہی حمانی نے وکیع سے روایت کیا ہے

اور امام احمد و ابن ابی شیبہ اور ابن نمیر نے بھی وکیع سے روای کیا ہے لیکن انہوں نے "ثم لم یعد" کے الفاظ ذکر نہیں کیے ہیں

وكذلك رواه معاوية بن هشام أيضا، عن الثوري، مثل ما قال الجماعة، عن وكيع.

وليس قول من قال: "ثم لم يعد" محفوظا.

اور ایسے ہی معاویہ بن ھشام نے روایت کیا ہے ثوری سے جیسا کہ جماعت نے روایت کیا ہے وکیع سے اور اس حدیث میں الفاظ "ثم لم یعد" غیر محفوظ ہے

[ایضا]

پتہ چلا اس روایت میں تدلیس کا مسلہ سرے سے ہے ہی نہیں نہ متقدمین میں ائمہ علل نے اور نہ ہی متاخرین نے اس روایت پر تدلیس کے حوالے سے اپنے شبہات بیان کیے جو کہ آج کل غیر مقلد یہ ڈھنڈورا پیٹ رہے ہوتے ہیں!!!

اب کیا امام دارقطنی واحمد کے بقول اس روایت میں امام سفیان نے جو اضافی الفاظ بیان کیے ہیں کیا ان سے یہ خطاء ہوئی ہے؟ اور کیا ان الفاظ کے بغیر یہ روایت ثابت نہیں؟

پہلی بات ہے کہ اگر ان الفاظ کو نکال دیا جائے تو پھر بھی حدیث اپنے الفاظ پر مذکورہ باب میں ثابت ہوتی ہے ترک رفع الیدین پر ثم لم یعد کے بغیر مذکورہ روایت کا متن یوں ہے:

ألا أريكم صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم، فرفع يديه في أول تكبيرة

کیا میں تم کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز نہ بتاوں تو انہوں نے تکبیر کے شروع میں رفع الیدین کیا

یہ روایت تو ہماری دلیل پھر بھی موجود رہتی ہے!!!

اب کیا امام سفیان ثوری جو امیر المومنین فی حدیث ہیں کیا ان سے یہ اضافہ انکے حفظ کے سبب ہوا ہے؟ اسکا فیصلہ اس طرح ہوگا کہ امام سفیان کا خود کا منہج دیکھا جائے،

پھر اس روایت کے رجال کو دیکھا جائے!

اب اسکے دلائل درج ذیل ہیں:

عن الثوري، عن حصين، عن إبراهيم، عن ابن مسعود: »كان يرفع يديه في أول شيء ثم لا يرفع بعد«،

امام ثوری اپنے شیخ حصین کے طریق سے حضرت ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود نماز میں شروع میں رفع الیدین کرتے تھے پھر یہ فعل نہیں کرتے تھے۔

عبد الرزاق، عن ابن عيينة، عن حصين، عن إبراهيم، عن ابن مسعود مثله

اور امام ابن عیینہ نے بھی ایسے ہی حصین کے طریق سے حضرت ابراہیم نخعی سے حضرت ابن مسعودؓ کا فعل ذکر کیا ہے

[مصنف عبدالرزاق وسندہ صحیح]

معلوم ہوا کہ امام سفیان مذکورہ الفاظ حضرت ابن مسعود کے موقوف عمل پر بھی بیان کرتے تھے اگر یہ روایت ثابت ہو جائے تو معلوم ہوا

کہ مذکورہ الفاظ جو امام سفیان نے حضرت ابن مسعود سے مرفوع روایت میں بیان کیے ہیں اس میں بھی انکو وھم نہیں ہوا ہے وگرنہ حضرت ابن مسعودؓ کیوں ترک رفع الیدین پر عمل کرتے

اب اس سند پر وہابیہ رولا ڈالتے ہیں کہ جی امام ابراہیم نے نہ ہی حضرت ابن مسعود کا زمانہ پایا ہے نہ ہی ان سے سماع کیا ہے اور روایت منقطع ہے

اس پر دلائل کیا دیتے ہیں

جی امام شافعی نے کہا ہے

امام بیھقی نے کہا ہے

امام ابن ملقن نے کہا ہے

اور ایسے ہی دیگر شوافع وحنابلہ اور محدثین سے پیش کرتے ہیں

اب ہم انہی محدثین سے اس حضرت ابراہیم کی مراسیل کی تصحیح کا ثبوت دیتے ہیں

سب سے پہلے انکے محدث عصر البانی صاحب سے چناچہ وہ لکھتے ہیں:

أخرجه الطبرانی فی " المعجم الكبير " (2/38/3) من طريق إبراهيم عن ابن مسعود أنه سأل أبی بن كعب...الخ

قلت: وإسناده حسن ورجاله كلهم ثقات رجال مسلم، غير شيخ الطبرانی وهو علی بن عبد العزيز - وهو البغوی - ثقة حافظ، وإبراهيم هو ابن يزيد النخعی.

وقد يقول قائل: إنه مرسل منقطع بين إبراهيم وابن مسعود فكيف تحسن إسناده؟

فأقول: نعم، ولكن جماعة من الأئمة صححوا مراسيله، وخص البيهقی ذلك بما أرسله عن ابن مسعود كما نقله فی " التهذيب ". وقول البيهقی هو الصواب، لقول الأعمش: قلت لإبراهيم: أسند لی عن ابن مسعود، فقال إبراهيم: إذا حدثتكم عن رجل عن عبد الله فهو الذی سمعت، وإذا قلت: قال عبد الله، فهو عن غير واحد عن عبد الله. فهذا صريح فی أن ما أرسله عن ابن مسعود يكون بينه وبين ابن مسعود أكثر من واحد، وهم وإن كانوا مجهولين، فجهالتهم مغتفرة، لأنهم جمع من جهة ومن التابعين - بل وربما من كبارهم

میں کہتا ہوں کہ اسکی سند حسن ہے اور اسکے سب رجال ثقات مسلم کے ہیں سوائے امام طبرانی کے شیخ کے اور وہ بغوی ثقہ حافظ ہیں اور ابراہیم بن یزید جو ہیں یہ نخعی ہیں۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ تو مرسل ہے اور سند ابراہیم سے حضرت ابن مسعودؓ تک منطقع ہے تو یہ سند حسن کیسے ہوئی؟
تو کہا جائے گا ہاں لیکن ائمہ حدیث کی جماعت (یعنی جمہور) نے انکی مراسیل کو صحیح قرار دیا ہے۔ اور امام بیھقی (جو اس طریق پر جارح تھے) انہوں نے تخصیص کی ہے اس سند پر خاص جب (نخعی) ابن مسعود سے روایت کریں (تو مرسل صحیح ہوگی) جیسا کہ امام ابن حجر عسقلانی نے تہذیب میں نقل کیا ہے۔ اور امام بیھقی کا قول زیادہ صحیح ہے۔ اور امام اعمش نے امام ابراہیم سے کہا مجھے اپنی سند بیان کریں ابن مسعودؓ سے تو ابراہیم نخعی نے کہا جب میں تم کو ایک شیخ کے (متصل) طریق سے ابن مسعودؓ سے روایت کروں گا (تو سند بتاونگا) اور جب کہوں کہ حضرت ابن مسعودؓ نے کہا۔ تو وہ روایت میں اپنے غیر واحد یعنی بے شمار شیوخ کے زریعہ حضرت ابن مسعود سے سنی ہوتی ہے۔
اور امام ابراہیم کی یہ تصریح اس بات کی دلیل ہے کہ جب یہ ابن مسعودؓ سے ارسال کرینگے تو انکے شیوخ میں بے شمار راویان ہوتے ہیں اگر وہ مجہول بھی ہوں تو یہ بات مضر نہیں کیونکہ وہ تابعین کی جماعت سے ہونگے جو (جمع ہونگے اس سند میں) اور ایسا ہونا (کہ وہ سب ہی مجھول ہوں) یہ کبار تابعین میں بہت ہی کم تھے۔
[سلسلة الأحاديث الصحيحة، برقم:2251]
اور امام ابن حجر عسقلانی تہذیب میں اس متعلق لکھتے ہیں:
وقال الحافظ أبو سعيد العلائي: "هو مكثر من الإرسال وجماعة من الأئمة صححوا مراسيله" وخص البيهقي ذلك بما أرسله عن ابن مسعود.
اور حافظ ابو سعید علائی الشافعی فرماتے ہیں: یہ (ابراہیم نخعی) بہت زیادہ ارسال کرتے تھے اور ائمہ محدثین کی جماعت (جمہور) نے انکی مراسیل کو صحیح قرار دیا ہے اور امام بیھقی نے انکی فقط حضرت ابن مسعودؓ سے مرسل روایات کی تصحیح کی تخصیص کی ہے۔
[تہذیب التہذیب برقم:325]
اور امام بیھقی نے تخصیص کیوں اختیار کیا حضرت ابراہیم کی حضرت ابن مسعود سے تو اسکی دلیل انکی اپنی کتاب میں درج ذیل ہے:
قال أبو أحمد: حدثنا ابن أبي بكير حدثنا عباس، قال سمعت يحيى بن معين يقول مرسلات إبراهيم صحيحة إلا حديث تاجر البحرين، وحديث الضحك في الصلاه۔
امام الدوری فرماتے ہیں کہ میں نے امام یحییٰ بن معین سے سنا کہ امام ابراہیم النخعی کی مرسل روایات صحیح (درجے) کی ہوتی ہیں سوائے ایک روایت تاجر البحرین اور ایک حدیث الضحک فی اصلاۃ کے
[اخلافیات بیھقی وسندہ صحیح]
اسکے علاوہ یہی موقف

امام وکیع

امام ابوداود

امام ابن عبدالبر

امام طحاوی

امام ابن رجب

امام ذھبی

اور

امام ابن حجر کا پیچھے بیان کر آئے ہیں

اور یہی موقف البانی اور علامہ شعیب الارنووط کا تھا!

پس اس تحقیق سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت ابن مسعود خود جب اپنی بیان کردہ روایت کے تحت سوائے شروع کے رفع الیدین نہیں کرتے تھے تو امام احمد و دارقطنی کا یہ کہنا کہ یہ الفاظ غیر محفوظ ہیں یہ خود باطل و مردود ثابت ہوئے کیونکہ یہ انکا قیاس تھا!!

آگے چلتے ہیں اس روایت کو مرفوع چونکہ حضرت ابن مسعود سے امام علقمہ اور ان سے روایت کرنے والے امام اسود نے بیان کیا تھا تو انکا عمل بھی اس روایت کے تحت ترک پر تھا!

-حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ، وَعَلْقَمَةَ، »أَنَّهُمَا كَانَا يَرْفَعَانِ أَيْدِيَهُمَا إِذَا افْتَتَحَا ثُمَّ لَا يَعُودَانِ«

امام وکیع شریک (لین الحدیث مگر جید فقیہ مجتہد) سے وہ جابر سے روایت کرتے ہیں کہ امام الاسود اور امام علقمہ یعنی یہ اصحاب عبداللہ بن مسعودؓ نماز میں پہلی بار رفع الیدین کے بعد پھر رفع الیدین کی طرف نہ لوٹتے

[مصنف ابن ابی شیبہ وسندہ حسن]

اسکا مطلب جو یہ الاسود و علقمہ ابن مسعود سے روایت بیان کرتے ہیں اسی روایت سے یہ احتجاج کرتے ہوئے اپنی نمازوں میں ترک رفع الیدین پر عمل کرتے تھے

کوئی سند میں شریک کی وجہ سے بہانا بنائے تو اسکا رد بھی کر دیتے ہیں:

امام ابن ابی شیبہ اسی باب میں ایک سند جید صحیح سے بروایت ثقات ایک اور روایت لاتے ہیں:

-حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، وَأَبُو أُسَامَةَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: »كَانَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللَّهِ وَأَصْحَابُ عَلِيٍّ، لَا يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِلَّا فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ، قَالَ وَكِيعٌ، ثُمَّ لَا يَعُودُونَ«

امام وکیع اور امام ابوسامہ امام شعبہ (جو خود مسائل میں امام اعظم کی طرف رجوع کرتے) وہ ابی اسحاق السبیعی (جو صحیحین کے متفقہ جید

راوی الحدیث اور بڑے فقیہ تھے اور کثیر صحابہ کے شاگرد ہیں) وہ فرماتے ہیں:
کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت مولا علی علیہ السلام کے اصحاب نماز کے شروع کے علاوہ رفع الیدین نہ کرتے تھے، اور وکیع نے ان الفاظ سے کہا کہ پھر رفع الیدین نہ کرتے تھے
[مصنف ابن ابی شیبہ، برقم: 2446 وسندہ جید]
حدیث بن مسعود کے راویان سمیت یہ تو ثابت ہو کہ ابن مسعودؓ اور انکے اصحاب ترک رفع الیدین کے قائل تھے
اور امام ابراہم جو حضرت ابن مسعود سے روایت کرنے والے ہیں اثر انکا اپنا موقف کیا اپنی بیان کردہ روایت کے موافق ہے یا نہیں؟
اگر موافق ہے تو اسکا مطلب انہوں نے جو حضرت ابن مسعود سے ارسال کیا ہے وہ ثقات راویان سے کیا ہے جیسا کہ انکا اپنا موقف تھا ارسال کے حوالے سے
تو امام ابرہیم نخعی کا عمل کے دلائل درج ذیل ہیں:
حضرت ابراہیم النخعی کے سامنے رفع الیدین کے اثبات کی دلیل پیش کی جاتی تو وہ کیا جواب دیتے:
احناف کے فخر اعظیم محدث وفقیہ بے مثل امام ابوجعفر الطحاوی اپنی تصنیف شرح معانی الاثار میں باسند صحیح روایت لاتے ہیں:
حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُد، قَالَ: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، قَالَ: دَخَلْت مَسْجِدَ حَضْرَمَوْتَ، فَإِذَا عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ يُحَدِّثُ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ قَبْلَ الرُّكُوعِ، وَبَعْدَهُ. فَذَكَرْت ذَلِكَ لِإِبْرَاهِيمَ فَغَضِبَ وَقَالَ رَآهُ هُوَ وَلَمْ يَرَهُ ابْنُ مَسْعُودٍ رضی الله عنه وَلَا أَصْحَابُهُ
[شرح معانی الاثار: برقم: ۱۳۵۱]
سفیان مغیرہ سے بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم نخعی سے کہا کہ وائل بن حجر کی روایت میں ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز شروع کرتے اور رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع یدین کرتے دیکھا تو
امام ابرہیم النخعی نے جواب دیا،
اگر وائلؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک مرتبہ ہاتھ اٹھاتے دیکھا ہے تو ابن مسعودؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پچاسوں مرتبہ ہاتھ نہ اٹھاتے دیکھا
یعنی کہ امام ابراہیم الس خعی جو شاگرد خاص ہیں امام شعبی کے (امام شعبی کے شاگرد امام ابوحنیفہ بھی ہیں)
اور امام شعبی شاگرد
دخاص ہیں حضرت علی اور 500 صحابہ کے وہ انے سے فیض یافتہ فقیہ ابراہیم النخعی نے وائل بن حجر کی روایت کے مقابلے فرمایا کہ اگر وہ صحابی رسول نے نبی کو ایک بار رفع الیدین کرتے دیکھا ہے تو حضرت جناب عبداللہ بن مسعودؓ نے 50 بار نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رفع

الیدین کوترک کرتے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا ہے
اور حضرت ابراہیم النخعی نے یہ بات اس لیے کہی کہ ان تک اصحاب ابن مسعود جنکی تعداد بھی ہم نہیں گن سکتے سب نے ترک رفع الیدین کی روایت بیان کی اور ابن مسعود وہ صحابہ رسول ہیں جو اول اسلام لانے والے صحابہ میں شمار ہیں اور یہ نبی پاک کے ساتھ ہر مشکل و جنگ، امن ہر ماحول میں نبی کریم کے ساتھ رہے
اور جب انکا عمل یہ ہے تو وائل بن حجر جو شاذ ناظر نبی کریم کو کو پایا انکی بات کیسے مانی جاسکتی ہے؟
اسی طرح یہی بات امام ابراہیم النخعی سے ایک اور متن سے بھی امام طحاوی نے پیش کی ہے جیسا کہ :

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُد، قَالَ: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، قَالَ: دَخَلْتُ مَسْجِدَ حَضْرَمَوْتَ، فَإِذَا عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ يُحَدِّثُ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ قَبْلَ الرُّكُوعِ، وَبَعْدَهُ. فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِإِبْرَاهِيمَ فَغَضِبَ وَقَالَ رَآهُ هُوَ وَلَمْ يَرَهُ ابْنُ مَسْعُودٍ رضی الله عنه وَلَا أَصْحَابُهُ

حضرموت'' کی مسجد میں گیا، وہاں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت علقمہ اپنے والد گرامی کے حوالے سے یہ حدیث سنا رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے قبل، اور بعد از رکوع رفع الیدین کیا کرتے تھے۔ تو یہ حدیث سن کر میں ابراہیم النخعی کے پاس آیا اور یہ حدیث سنا کر اس کے متعلق ان سے پوچھا۔ تو وہ یہ حدیث سن کر غصہ میں آ گئے۔ اور کہنے لگے کہ: وائل بن حجرؓ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیا اور عبداللہ بن مسعودؓ اور ان کے ساتھی نہ دیکھ سکے
[شرح معانی الاثار وسندہ صحیح]
تو حضرت سفیانؒ نے مرفوع روایت میں ثم لم یعود کہہ کر کیسے خطاء کر سکتے ہیں:
اور پھر کیا حضرت سفیان کا خود کا عمل بھی مذکروہ روایت کے تحت تھا؟ اگر تو انکا اپنا عمل بھی اسی روایت پر تھا تو پھر انکو وھم یا خطاء ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ وھم روایت کے درایت سے تعلق رکھتا ہے کہ روایت حفظ میں کبھی کبھار ثقہ امیر المومنین سے خطاء ہو سکتی ہے لیکن وہ اسی روایت سے احتجاج کرے اور ساری زندگی اس روایت پر عمل کرے تو وہ روایت میں خطاء کا احتمال کیسے ہو سکتا ہے؟
جیسا کہ امام سفیان کے ترک رفع الیدین کی گواہی امام بخاری نے اپنی جز اور امام ترمذی نے اپنی سنن میں دی ہے نیز ان سے سند حسن سے یہ عمل بھی ثابت ہے:

حدثنا عبد الوارث بن سفيان حدثنا قاسم بن أصبغ حدثنا أحمد بن زهير حدثنا محمد بن زيد الرفاعي قال حدثني داود بن يحيى بن يمان الثقة المأمون عن ابن المبارك قال صليت إلى جنب سفيان وأنا أريد
أن أرفع يدي إذا ركعت وإذا رفعت فهممت بتركه وقلت ينهاني سفيان ثم قلت شيء أدين الله به لا

أدعه ففعلت فلم ينهني
امام ابن مبارک کہتے ہیں کہ میں نے امام سفیان کے ساتھ نماز پڑھی اور میں نے ارادہ کیا رفع الیدین کا تو میں نے سوچا اسکو نہیں کرتا پھر میں نے اپنے آپ سے کہا کہ یہ عمل میں اللہ کا دین سمجھ کے کرتا ہوں تو میں نے کرلیا تو امام سفیان نے مجھے نہیں روکا
[التمھید وسندہ حسن]
معلوم ہوا کہ امام سفیان ترک کے قائل تھے تبھی تو امام ابن مبارک انکے سامنے رفع الیدین ڈرتے ڈرتے کیا اور چونکہ وہ انکی دلیل پر بھی مطلع ہو چکے تھے اور وہ خود بھی امام سفیان سے مذکورہ ترک رفع الیدین حدیث روایت کرتے تھے!
جیسا کہ امام بخاری نے اپنے جز میں روایت کرنے پر استدلال کچھ یوں کیا ہے:
وكان الثوري ,ووكيع ,وبعض الكوفيين لا يرفعون أيديهم ,وقد رووا في ذلك أحاديث كثيرة ,ولم يعنفوا على من رفع يديه ,ولولا أنها حق ما رووا تلك الأحاديث
امام سفیان ثوری ، امام وکیع اور بعض کوفہ کے محدثین رفع الیدین نہیں کرتے تھے لیکن انہوں نے بہت سی رفع الیدین کی احادیث بیان کی ہیں اور اس پر نقد نہیں کیا اور اگر وہ اسکو حق نہ سمجھتے تو وہ یہ احادیث روایت نہ کرتے
[جز رفع الیدین للبخاری]
معلوم ہوا امام بخاری کے اس قیاس پر امام ابن مبارک کا مذکورہ روایت کو بیان کرنا اس بات کا متقاضی ہے کہ وہ بھی ترک رفع الیدین کی احادیث کو حق سمجھتے تھے تبھی روایت کرتے تھے!!
باقی امام بخاری کا کہنا کہ بعض کوفہ کے محدثین رفع الیدین نہیں کرتے تھے تو یہ بات انکی مضبوط نہیں کیونکہ وہ کوفہ کے رجال میں سے نہ تھے تو انکا کوفہ کے تمام مجتہدین کو دیکھنا ممکن نہیں اس پر ہم اہل کوفہ کے محدث کی گواہی پیش کرتے ہیں
چنانچہ امام طحاوی علیہ رحمہ محدث ابو بکر بن عیاش کوفی سے روایت کرتے ہیں:
حدثني ابن ابي داود قال: ثنا احمد بن يونس, قال ثنا ابو بكر بن عياش قال: ما رايت فقيها قط يفعله رفع يده غير تكبير اولى
امام ابو بکر بن عیاش (جو حضرت ابن عمر سے اثر ترک رفع الیدین بیان کرتے ہیں) وہ فرماتے ہیں میں نے کسی اہل علم فقیہ کو نماز میں سوائے شروع کے پھر رفع الیدین کرتے نہیں پایا
[شرح معانی الاثار، برقم: 1367 وسندہ صحیح]
اور امام ابو بکر بن عیاش کے شیوخ کو دیکھا جائے تو ان میں درج ذیل ائمہ حدیث ہیں:
رَوَى عَن: الأجلح بْن عَبد الله الكندي (بخ), وإسماعيل بْن أَبي خَالِد, وإسماعيل بْن عَبد الرحمن السدي (قد), وحبيب بْن أَبي ثابت, والحسن بْن عَمْرو الفقيمي (بخ), وحصين بْن عَبد الرحمن السلمي (خ س),

وحميد الطويل (خ ت)، ودهثم بن قران (ق)، وسفيان التمار (خ)، وسُلَيمان الأعمش (ت س ق)، وسُلَيمان التَّيمِيّ، وشعيب بن شعيب أخي عَمْرو بن شعيب، وصالح بن أَبي صالح المخزومي (مد ت)، وصدقة بْن سَعِيد (س)، وعاصم بْن بهدلة (بخ ت)، وعبد العزيز بْن رفيع (خ ت س ق)، وعبد الملك بْن أَبي سُلَيمان (د س)، وعبد الملك ابن عُمَير، وعُبَيد بْن اصطفى، وأبي حصين عثمان بْن عاصم الأسدي (خ 4)، وعَمْرو بْن ميمون بْن مهران، وأبيه عياش بْن سالم الأسدي، ومُحَمَّد بْن أَبي سهل القرشي (مد)، ومُحَمَّد بْن عَمْرو بْن علقمة (بخ)، ومُحَمَّد بْن يزيد بْن أَبي زياد مولى المغيرة ابن شُعْبَة (د ت)، ومطرف بْن طريف (د ق)، والمغيرة بْن زياد الموصلي (د)، والمغيرة بن مقسم الضبي (مق)، ونصير بْن أَبي الأشعث (بخ)، وهشام بْن حسان (ت)، وهشام بْن عروة، ويحيى ابن هانئ بْن عروة المرادي (س)، ويزيد بْن أَبي زياد (بخ ق)، وأبي إسحاق السبيعي (4)، وأبي إسحاق الشيباني (خ)، وأبي حمزة الثمالي (ت)، وأبي سعد البقال (ت).

رَوَى عَنه:

[تہذیب الکمال]

توامام ابوبکر بن عیاش کی بات مقدم ہے وہ تو کہتے ہیں انہوں نے جن جن شیوخ واہل فقہ کو نماز پڑھتے دیکھا تو وہ سوائے شروع کے پھر کہیں نہیں کرتے تھے

یہاں تک کہ امام سفیان بن عیینہ جو کوفہ بہت آتے جاتے تھے وہ بھی کبھی کبھار کرتے اور کبھی کبھار نہ کرتے تھے

جیسا کہ امام احمد نے کہا ہے:

قال أبي وكان بن عيينة ربما رفع يديه وربما لم يرفع

میرے والد نے کہا: امام سفیان بن عیینہ (نماز میں) کبھی کبھار رفع الیدین کرتے اور کبھی کبھار نہیں کرتے تھے۔۔

[العلل ومعرفہ الرجال برقم:5131]

حاصل کلام یہ ہے:

کہ امام سفیان کی مذکورہ ترک رفع الیدین پر تدلیس کو علت بنانا وہابیہ کی جہالت ہے جبکہ ائمہ علل کے نزدیک یہ چیز مضر ہی نہیں تھی اس روایت کے تحت

انکے بقول اس میں امام سفیان کو وھم ہوا ہے جبکہ ہم نے اوپر تصریحات سے ثابت کیا ہے کہ یہ وھم نہیں بلکہ انہوں نے جو اضافہ بیان کیا ہے وہ محفوظ ہے اور مذکورہ رواتہ کے عمل کے موافق ہے

اور حضرت ابن مسعود کی مرفوع ترک رفع الیدین کی سند کے درج ذیل رجال سند کا خود کا عمل ترک پر تھا جیسا کہ

امام سفیان

امام وکیع

امام علقمہ

امام اسود

امام ابراہیم نخعی

و

امام عبداللہ بن مسعودؓ

حدیث: عن سالم عن ابیہ قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیہ حتی یحاذی بہما وقال بعضھم حذو منکبیہ واذا ارادان یرکع وبعدما یرفع راسہ من الرکوع لا یرفعھما وقال بعضھم ولا یرفع بین السجدتین۔ (مسند ابی عوانہ ج2 ص90 دار الباز مکہ المکرمہ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جب آپ علیہ السلام نے نماز شروع کی تو رفع یدین کیا یہاں تک کہ بعضوں نے کہا کہ ہاتھوں کو کندھوں کے برابر لے گئے اور جب رکوع کا ارادہ کیا اور رکوع سے سر اٹھایا تو رفع یدین نہ کیا اور بعضوں نے کہا کہ آپ علیہ السلام نے سجدوں میں بھی رفع یدین نہ کیا۔

حدیث: عن البراء بن عاذب رضی اللہ عنہ قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رفع یدیہ حین افتتح الصلوۃ ثم لم یرفعھما حتی انصرف۔ (سنن ابی داؤد ج1 ص116 مکتبہ امدادیہ ملتان)

ترجمہ: حضرت براء بن عاذبؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رفع یدین کیا جب نماز شروع کی پھر نماز سے فارغ ہونے تک رفع یدین نہیں کیا۔

حدیث:

عن عبداللہ قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومع ابی بکر ومع عمر فلم یرفعوا ایدیھم الا عند التکبیرۃ الاولی فی افتتاح الصلوۃ- (سنن دار قطنی ج1 ص592)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نماز پڑھی پس انہوں نے رفع یدین نہیں کیا مگر صرف شروع نماز میں۔

دوسرے طقبے کے مدلسین اور محدثین

تدلیس کے متعلق محدثین نے رواۃ حدیث کے مختلف طبقے بنائے ہیں، بعض طبقات کی روایات کو صحت حدیث کے منافی اور بعض کی روایات کو مقبول کہا ہے۔امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کو محدثین کرام میں سے امام العلائی، امام ابن حجر، ابن العجمی نے "طبقہ ثانیہ" میں شمار کیا ہے۔

(جامع التحصیل فی احکام المراسیل 113، طبقات المدلسین ص 64، التعلق الامین علی کتاب التبیین لاسماء المدلسین ص 93)

غیر مقلدین کے محقق بدیع الدین راشدی غیر مقلد نے بھی امام سفیان ثوری کو طبقہ ثانیہ میں شمار کیا ہے۔(جزء منظوم ص 90)

محدثین کرام نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ طبقہ ثانیہ کے مدلسین کی روایت مقبول ہے۔

ترک رفع الیدین حدیث ابن مسعود کو جمہور محدثین کا صحیح قرار دینا ترمذی کی حدیث 257 جو ابن مسعود کی حدیث کے نام سے معروف ہے اسکو محدثین تو صحیح قرار دیتے ہیں مگر آج کل کچھ حضرات نے اپنی جہالت کی وجہ سے اسکو ضعیف ضعیف کہنا شروع کیا ہوا ہے۔امام ترمذی رحمہ اللہ علیہ اسکو حسن قرار دیتے ہیں۔امام ابن حجر العسقلانی فرماتے ہیں ھذ الحدیث حسنہ الترمذی صحیح (التلخیص الجبیر)

امام ابن حزم ظاہری المحلی میں فرماتے ہیں ان ھذا الخبر صحیح۔اسی طرح امام ذھبی، البانی اور شیخ الارناؤرط وغیر۔

ترک رفع الیدین پر مسلم کی حدیث پر اعتراضات کے جوابات

مسلم میں ہے! عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: »مَا لِي أَرَاكُمْ رَافِعِي أَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ؟ اسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکل کر ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں نماز میں اس طرح ہاتھ اٹھاتے دیکھ رہا ہوں، جیسے وہ بدکتے ہوئے سرکش گھوڑوں کی دُمیں ہوں؟ (ہاتھ اٹھا کر دائیں بائیں گھوڑے کی دم کی طرح کیوں ہلاتے ہو، نماز میں پر سکون رہو۔(مسلم حدیث نمبر 430)

اعتراض نمبر 1: یہ تین احادیث ہیں ایک ہی موقعہ کی جابر رضی اللہ عنہ سے ہیں اور ان سے مراد آخری سلام کا اشارہ سے منع ہے۔جواب: یہ حدیثِ مذکور اور باقی دو 970 اور 971 تینوں الگ الگ واقعات ہیں۔جس کی گواہی خود متن حدیث اور امام زیلعی وغیرہ بھی دیتے ہیں۔اور سوائے جابر رضی اللہ عنہ کے رواۃ بھی الگ الگ ہیں۔اور بالخصوص یہ حدیث رفع الیدین کے منع پر کافی تیز روشنی ڈال رہی ہے۔باقی دو احادیث میں اسکنوفی الصلاۃ کے الفاظ نہیں ہیں، اس حدیث میں نماز کے اندر رفع الیدین سے منع کیا گیا جبکہ سلام پھیرتے وقت کا ہاتھ اٹھانا نماز کے اندر (فی الصلاۃ) نہیں ہے۔

اعتراض نمبر 2: اس حدیث میں رکوع والے رفع الیدین سے منع نہیں ہے۔جواب: اس میں رکوع وسجود وسب رفع الیدین سے منع کیا گیا اور نماز میں سکون اختیار کرنے کا کہا گیا ہے۔اعتراض نمبر 3: اس پر امام مسلم نے ترک رفع الیدین کا باب نہیں باندھا جواب اولاً

: کیا آپ امام مسلم کے مقلد ہیں یا حدیث کے تابع ہیں؟ ثانیاً محدثین نے کئی باب باندھتے جن میں ان ابوب کے مطابق احادیث نہیں لائے دیکھیں! امام بخاری نے سنن "تقضی الحائض المناسك كلها الا الطواف'' کے عنوان سے ایک باب ذکر کیا ہے اور اس کے تحت تعلیقا یہ حدیث لائے ہیں: كان النبی صلی الله علیه وسلم یذ کر الله علی کل احیانه. (صحیح بخاری ج 1 ص 44) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر حال میں اللہ تعالی کا ذکر کرتے تھے۔ اس حدیث کے لانے سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ جنبی شخص اور حائضہ عورت قرآن کریم کی تلاوت کر سکتے ہیں حالانکہ یہ بات شرعا ممنوع ہے چنانچہ علامہ عینی لکھتے ہیں: اراد البخاری بابرادهذا وبما ذکر فی هذا الباب الاستدلال علی جواز قراءة الجنب والحائض لان الذ کر اعم من ان یکون بالقران اولغیره. (عمدة القاری ج 3 ص 274)

اس حدیث کو لانے سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ جنبی شخص اور حائضہ عورت قرآن مجید کی تلاوت کر سکتے ہیں کیونکہ ذکر عام ہے اور قرآن اور غیر قرآن دونوں کو شامل ہے۔ اور حافظ ابن حجر اس باب کے تحت لکھتے ہیں: ان مراده الاستدلال علی جواز قراءة الحائض والجنب. (فتح الباری ج 1 ص 423 طبع مصر)

اس حدیث سے امام بخاری کی مراد حائض اور جنبی کی قرات قرآن پر استدال ہے۔ (۲)

اذا شرب الکلب فی الاناء'' اس عنوان کے تحت امام بخاری نے متعدد احادیث ذکر کی ہیں ایک حدیث یہ ہے:

عن النبی صلی الله علیه وسلم ان رجلا رای کلبا یاکل الثری من العطش فاخذ الرجل خفه فجعل یغرف له به حتی ارواه فشکر الله له فادخله الله الجنة. (صحیح بخاری ج 1 ص 29 طبع کراچی) ر

سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ ایک شخص نے دیکھا کہ ایک کتا کیچڑ چاٹ رہا ہے اس نے اپنے موزہ میں پانی بھر کر اس کو چلو سے پانی پلایا حتی کہ اس کو سیراب کر دیا تو اللہ نے اس کے اس فعل کی مدد کی اور اس کو جنت میں داخل کر دیا۔ اس حدیث میں امام بخاری نے ثابت کیا ہے کہ کتے کا جھوٹا پاک ہے چنانچہ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: استدل به المصنف علی طهارة سور الکلب. (فتح الباری ج 1 ص ۸۹، طبع مصر) مصنف نے اس حدیث سے کتے کے جھوٹے کی طہارت پر استدلال کیا ہے۔ اسی باب میں ایک اور حدیث ذکر کی ہے: كانت الكلاب تبول وتقبل وتدبر فی المسجد فی زمان رسول الله صلی الله علیه وسلم فلم یکونوا یرشون من ذالك.

عہد رسالت میں کتے مسجد میں آجایا کرتے تھے اور بسا اوقات وہ مسجد میں پیشاب بھی کر دیا کرتے تھے اور صحابہ اس پر پانی نہیں ڈالتے تھے۔ (صحیح بخاری ج 1 ص ۲۹، طبع کراچی)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: یہ ابتدائی دور کی بات ہے جب مسجد میں دروازے نہ تھے اور بعد میں مسجد کی تطہیر و تکریم کا حکم وارد ہوا اور مسجد میں دروازے لگائے گئے تاہم زمین پر اگر پیشاب گر جائے اور دھوپ سے وہ خشک ہو جائے تو زمین پاک ہو جاتی ہے اور ان کے نہ دھونے سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ زمین کی پاکیزگی کے لیے دھونا ضروری نہیں ہے۔ زمین خشک ہونے سے بھی پاک ہو جاتی ہے اور

یہی احناف کا مذہب ہےلیکن امام بخاری نے اس حدیث سے کیا ثابت کیا اور کون سا فقہی مسئلہ مستنبط کیا ہے یہ حافظ بدر الدین عینی سے سنیے فرماتے ہیں: احتج به البخاری علی طهارة بول الکلب.(عمدة القاری ج3 ص44 طبع مصر)

اس حدیث سے امام بخاری نے کتے کے پیشاب کی طہارت پر استدلال کیا ہے۔(تذکرہ المحدثین ص208)

اعتراض نمبر4: کسی محدث نے اس سے ترک رفع الیدین پر استدلال نہیں کیا جواب: امام نووی رحمہ اللہ نے لکھا کہ امام ابوحنیفہ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ امام ابن ابی لیلیٰ اور امام مالک بن انس رحمہ اللہ علیہم نے اس سے ترک رفع الیدین پر استدلال کیا ہے۔(المجموع شرح المہذب)

امام بخاری نے اپنی جزء میں بھی اسی حدیث کو نقل کر کے اس سے ترک رفع الیدین والوں کا رد کیا ہے، مطلب صاف ظاہر ہے کے اس وقت ائمہ کرام اسکو ترک رفع الیدین پر دلیل سمجھتے تھے تبھی امام بخاری رد کرتے ہیں، پھر امام بخاری مسلم وغیرہ محدث ہیں فقہی امام نہیں کے وہ حدیث سے مسئلہ اخذ کریں، وگرنا امام بخاری کو حدیث سے مسئلہ اخذ کرنے میں کافی دفعہ تسامح ہوا ہے جسکا ذکر امام ابن حجر العسقلانی فتح الباری میں کئی جگہ کر چکے ہیں۔اعتراض نمبر5: اس حدیث سے تو پھر نماز کے شروع والا رفع الیدین بھی منع ہوگا؟ جواب؛ جی نہیں کیوں کے نماز اللہ اکبر سے شروع ہوتی، نہ کے رفع الیدین سے، اور اس حدیث میں ہے نماز کے اندر سکون اختیار کرو۔اعتراض نمبر6: نبی کریم صلی اللہ علیہ کیسے اپنی سنت کو شریر گھوڑوں کی دموں سے تشبی دے سکتے ہیں، یہ گستاخی ہے حنفیوں کی۔اولاً: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی وہ جس فعل کے متعلق جیسے سخت حکم دیں، یہ اعتراض آپ کا تو خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جا رہا ہے جس کو آپ گستاخی بھی کہتے ہیں۔ثانیاً: دونوں پاؤں کو کھڑا کر کے ان پر بیٹھنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے ترمذی! يَقُولُ: قُلْنَا لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الإِقْعَاءِ عَلَى القَدَمَيْنِ، قَالَ: هِيَ السُّنَّةُ. فَقُلْنَا: إِنَّا لَنَرَاهُ جَفَاءً بِالرَّجُلِ، قَالَ: بَلْ هِيَ سُنَّةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ہم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دونوں قدموں پر اقعاء کرنے کے سلسلے میں پوچھا، تو انہوں نے کہا: یہ سنت ہے، تو ہم نے کہا کہ ہم تو اسے آدمی کا پھوہڑ پن سمجھتے ہیں، انہوں نے کہا: نہیں یہ پھوہڑ پن نہیں ہے بلکہ یہ تمہارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

(ترمذی حدیث نمبر383) قَالَ: مَا رُئِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ مُتَّكِئًا قَطُّ، وَلَا يَطَأُ عَقِبَهُ رَجُلَانِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ نبی ﷺ نے مجھے (کسی کام سے) بھیجا۔ پھر میں آپ کے پاس واپس حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ آپ کھجوریں کھا رہے تھے اور اقعاء کی حالت میں بیٹھے ہوئے تھے۔(3770) دونوں پاؤں کو کھڑا کے کے بیٹھنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔اور صحیح مسلم میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو عقبة الشیطان یعنی شیطان کا عمل فرما دیا۔اب اسی عمل کو ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ نے شیطان کا عمل فرما دیا ہے دیکھیں! عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «يَسْتَفْتِحُ الصَّلَاةَ بِالتَّكْبِيرِ. وَالْقِرَاءَةِ، بِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَكَانَ إِذَا رَكَعَ لَمْ يُشْخِصْ رَأْسَهُ، وَلَمْ يُصَوِّبْهُ وَلَكِنْ بَيْنَ ذَلِكَ، وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ لَمْ يَسْجُدْ، حَتَّى يَسْتَوِيَ قَائِمًا، وَكَانَ إِذَا رَفَعَ

رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ، لَمْ يَسْجُدْ حَتَّى يَسْتَوِيَ جَالِسًا، وَكَانَ يَقُولُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّةَ، وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنَى، وَكَانَ يَنْهَى عَنْ عُقْبَةِ الشَّيْطَانِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کا آغاز تکبیر سے اور قراءت کا آغاز الحمد للہ رب العالمین سے کرتے اور جب رکوع کرتے تو اپنا سر نہ پشت سے اونچا کرتے اور نہ اسے نیچے کرتے بلکہ درمیان میں رکھتے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو سجدے میں نہ جاتے حتیٰ کہ سیدھے کھڑے ہوجاتے اور جب سجدے سے اپنا سر اٹھاتے تو (دوسرا) سجدہ نہ کرتے حتیٰ کہ سیدھے بیٹھ جاتے۔ اور ہر دو رکعتوں کے بعد التحیات پڑھتے اور اپنا بایاں پاؤں بچھا لیتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے اور شیطان کی طرح (دونوں پنڈلیاں کھڑی کرکے) پچھلے حصے پر بیٹھنے سے منع فرماتے۔ (صحیح مسلم حدیث نمبر 498)

اعتراض نمبر 7: حنفی نماز عیدین میں اور وتر میں پھر کیوں رفع الیدین کرتے ہیں؟

جواب: اولاً: اس حدیث سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ اس حدیث میں جس نماز کا ذکر ہے وہ عید کی نہیں، اور وتر کی بھی نہیں ہوسکتی کے صحابہ عشاء بھی پڑھ لیں اور صحابہ کرام وتر پڑھیں اور اس دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائیں۔ ثانیاً: اس حدیث میں عام نماز کا عمومی لفظ ہے، اہل علم پر مخفی نہیں کے اصول کے لحاظ سے خصوصی کو عموم پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ جیسے دن کی نمازوں میں جہر سے قرات منع ہے!

قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: »فِي كُلِّ الصَّلَاةِ يَقْرَأُ، فَمَا أَسْمَعَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَسْمَعْنَاكُمْ، وَمَا أَخْفَى مِنَّا، أَخْفَيْنَا مِنْكُمْ« فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: إِنْ لَمْ أَزِدْ عَلَى أُمِّ الْقُرْآنِ؟ فَقَالَ: »إِنْ زِدْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ خَيْرٌ، وَإِنِ انْتَهَيْتَ إِلَيْهَا أَجْزَأَتْ عَنْكَ«

ابن جریج نے عطا سے خبر دی، کہا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: (نماز پڑھنے والا) پوری نماز میں (ہر رکعت میں) قراءت کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو (قراءت) ہمیں (بلند آواز سے) سنائی، ہم نے بھی تمہیں سنائی اور جو آپ نے ہم سے (آواز آہستہ کرکے) مخفی رکھی ہم نے اسے تم سے مخفی رکھا۔ ایک آدمی نے ان سے کہا: اگر میں ام القرآن سے زیادہ نہ پڑھوں؟ تو انہوں نے کہا: اگر اس سے زیادہ پڑھو تو بہتر ہے اور اگر اس (فاتحہ) پر رک جاؤ تو وہ تمہیں کفایت کرے گی۔ (صحیح مسلم 883)

جیسے دن کی نمازوں میں قرات جہر سے منع ہے اس کے باوجود جمعہ اور عیدین میں جہر سے قرات کی جاتی ہے اسی طرح عام نماز میں رفع الیدین منع ہیں اور عیدین و وتر میں نہیں۔ ثالثاً: اس حدیث میں صرف اسکنوفی الصلاۃ نہیں ہے بلکہ کے شریر گھوڑوں کی دموں سے (یعنی بہت زیادہ حرکت ہے اس میں) تشبی دی گئی ہے عیدین اور وتر کے رفع الیدین رکوع سے بہت قبل ہیں ان میں اتنی حرکت نہیں جتنی رکوع اور سجود کے رفع الیدین میں ہے۔ عیدین کی دوسری رکعت میں جو ہیں وہ بھی رکوع کی تکبیر سے قبل ہیں۔ رابعاً: رکوع و سجود کے رفع الیدین کو شریر گھوڑوں کی دنوں سے تشبی دی گئ ہے کیونکہ یہ ذکر یعنی تکبیر کے بغیر ہیں اور عیدین اور وتر کے رفع الیدین تکبیر کے ساتھ ہیں۔ اگر غیر مقلدین یہ کہیں کے ہمارے رفع الیدین عند الرکوع بھی تکبیر سے ہیں تو تو رکوع کی تکبیر پھر کدھر ہے؟

کیارفع الیدین عندالرکوع فرض، واجب ہے یاسنتِ دائمہ؟

اگر ہے اسکی دلیل کوئی تولائیں؟ رفع الیدین کرنے حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی دیکھائیں؟ بقول رسول صلی اللہ علیہ وسلم کوئی ذرہ سی بھی اسکی فضیلت دیکھائیں؟ بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھادیں کے جورفع الیدین نہیں کرتے ان کی نماز نہیں ہوتی؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو یہاں تک ملتاہے کہ آپ نماز میں ہراونچ نیچ پر رفع الیدین کرتے، پھر کیابات ہے کہ غیر مقلدین صرف رکوع والے رفع الیدین کو پکڑے ہوئے ہیں؟ مطلب صاف ہے ان کو سنت سے نہیں بلکہ اپنے فرقے کی دوکان سے مطلب ہے۔ یہ سوالات غیر مقلدین پر قیامت تک قائم ہیں۔ ھاروں برھانکم ان کنتم صادقین۔

ترک رفع الیدین پر صحابہ،تابعین،اور تابع تابعین کاعمل اور امام اعظم وفقہاء کا استدلال اور بعد والے اصحاب الحدیث اورائمہ اربعہ کے اعتراضات کارد

غیر مقلدین یہ جہالت بھی اگلتے ہیں کہ رفع الیدین پر امام احمد، امام شافعی اورامام مالک (جبکہ انکا راجح قول ترک رفع الیدین کا ہے) کا فتویٰ ہے اور ترک پر صرف امام ابوحنیفہ ہیں اور وہ قیاس کرتے اور احادیث کورد کرتے تھے اور یہاں بقول انکے تین امام انکے مخالف ہیں اور احادیث بھی بقول انکے متواتر ہیں اور صحیحین میں ہیں تو ثابت ہوگیا امام ابوحنیفہ خطاء پر ہیں اور جب صحیح احادیث ثابت ہوچکی تو امام ابوحنیفہ کی تقلید چھوڑ دینی چاہیے اور احادیث کو قبول کرلینا چاہیے کیونکہ امام شافعی امام احمد اور بقول انکے امام مالک اور دوسرے اصحاب الحدیث کا بھی یہی منہج ہے بلکہ رفع الیدین پر تو صحابہ، تابعین اور تابع تابعین کا اجماع ہے۔

خیر جو بات ہم نے مختصر الفاظ میں اوپر لکھی ہے۔ یہی انکا رٹہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ سارے ایک ٹکے کے غیر مقلد گلی نکر کے مجتہد رٹے میں بھی تقلید کرتے ہیں اور نعرے انکے غیر مقلدیت کے ہوتے ہیں اب اس جہالت بھرے اعتراض کا ہم احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اثار صحابہ ؓ، فتاویٰ کبیر وصغیر تابعین ؒ اور تابع تابعین ؒ سے پیش کرتے ہیں کہ انکے نزدیک رفع الیدین کرنا سنت تھا یا ترک کرنا؟

نیز کیا اس کے نہ کرنے پر واقعتاً اجماع کا ثبوت ملتاہے؟ کہ جمہور اہل علم رفع الیدین کے ترک پر متفق تھے سب سے پہلے ہم یہ بات بتا دیں امام اعظم وصاحبین کے اجتہاد کی ایک خوبی یہ بھی تھی کہ جن دلائل کووہ منتخب کرتے تھے احادیث اوراثار میں ان میں بھی وہ ترجیح ان احادیث اوراثار صحابہ کودیتے جسکی سند میں زیادہ تر فقیہ راوی ہوں کیونکہ جوفقیہ راوی ہوتاہے وہ ہر قسم کی روایت بیان نہیں کرتا بلکہ وہ ہمیشہ شاز، منکر اور منسوخ روایات کو بیان کرنے سے پرہیز کرتاہے جبکہ فقیہ، مجتہد، عالم راوی فقط وہی روایت ہی بیان کرتے ہیں عام طور پر جن پرعمل متواترہ سے ہو یا جمہور اہل علم کا اس روایت پر عمل ہو یا جواپنے مخالف متن کی روایت کی ناسخ ہو کیونکہ فقیہ راوی ہر قسم کی روایت بیان کرتے سے پرہیز کرتے ہیں اورفقیہ اکثر روایات بیان ہی وہی کرتے ہیں جن پر انکے دلائل کی عمارت کھڑی ہوتی ہے امام اعظم نے جس روایت کوترک رفع الیدین کے مسلے میں حجت بنایا وہ روایت فقیہ امت، مجتہد مطلق حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ

کی حدیث ہے جوکہ اس امت کے قرآن اور سنت نبوی کے عالم تھے سوال یہ ہے کہ جو اثبات رفع الیدین کی روایات ہیں جو امام ابو حنیفہ کے شاگردوں کے شاگرد امام شافعی، پھر انکے شاگرد امام احمد، پھر انکے شاگرد امام بخاری و مسلم و ابی داود تک پہنچ چکی تھیں اور جن روایات سے انہوں نے اثبات رفع الیدین پر استدلال کیا وہیں روایات ضرور بلضرور امام اعظم اور صاحبین تک بھی پہنچی تھیں تو امام اعظم وصاحبین نے ترک رفع الیدین ہی پر اکتفاء کیوں کیا؟ انہوں نے باقی روایات پر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث کو ترجیح کیوں دی؟ اسکا جواب ہم اللہ کے فضل سے دینے کی کوشش کرتے ہیں سب سے پہلے ہم حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی سند کو دیکھتے ہیں:

حدثنا وکیع عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمہ قال: قال عبداللہ بن مسعود بلغ۔۔۔ پھر آگے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ کیا میں تم کو جناب رسول الکرم ﷺ کی نماز نہ پڑھ کر دیکھاوں؟ پھر راوی بیان کرتے ہیں کہ وہ سوائے شروع کے پھر رفع الیدین نہ کیا حتیٰ کہ نماز سے فارغ ہو گئے اس کی سند پر اعتراض محدثین، شارحین اور مجتہدین میں سے کسی نے کیا ہی نہیں ہے یہ بیماری سب سے پہلے زبیر زئی کے بھوسے میں پلنے والے ایک کیڑے کی وجہ سے رونما ہوئی تھی جسکو یہ شیطانی خیال آیا اور امیر المومنین امام سفیان الثوری پر تدلیس کا بہانہ بنا کر چڑھ دوڑا جس پر اسکے اپنے شیوخ نے اسکی اچھی بھلی درگت بنادی تھیخیر مقصد یہ تھا کہنے کا کہ اسکی سند پر کسی کو نہ تدلیس کا اعتراض متقدمین سے متاخرین تک تھا نہ کسی راوی پر بلکہ امام اعظم اور انکے اصحاب کے بعد جب امام شافعی، امام احمد وبخاری کا دور آیا تو کسی نے سفیان الثوری کا وھم بنادیا کسی نے سفیان سے اثق کسی اور راوی کو ترجیح دی وغیرہ وغیرہ جنکا جواب احناف کے محدثین ومفسرین دلائل سے دیتے آرہے ہیں لیکن یہ تحریر اس مسلے پر نہیں ہے اس کی سند میں ایک راوی سفیان الثوری جو امام اعظم کے ہمعصر فقیہ لیکن ثبت محدث تھے اور دوسرے اصحاب ابن مسعودؓ میں سے یعنی امام علقمہ سب سے پہلے ان ددونوں حضرات کے عمل کو دیکھ لیتے ہیں امام سفیان الثوری کے بارے میں امام ترمذی ترک رفع الیدین کی روایت درج کرنے کے بعد کہتے ہیں امام سفیان الثوری کا بھی یہی قول ہے (یعنی نماز میں سوائے شروع کے پھر رفع الیدین نہیں کرنا چاہیے) امام ابن ابی شیبہ اپنی مصنف میں ایک باب قائم کرتے ہیں: کہ وہ حضرات جو سوائے شروع میں پھر نماز میں رفع الیدین نہ کرتے تھے پھر یہ روایت اپنی سند لاباس بہ سے لاتے ہیں:

-حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ، وَعَلْقَمَةَ، »أَنَّهُمَا كَانَا يَرْفَعَانِ أَيْدِيَهُمَا إِذَا افْتَتَحَا ثُمَّ لَا يَعُودَانِ« (مصنف ابن ابی شیبہ)

امام وکیع شریک (لین الحدیث مگر جید فقیہ مجتہد) سے وہ جابر سے روایت کرتے ہیں کہ الاسود اور علقمہ یعنی یہ اصحابہ عبداللہ بن مسعود نماز میں پہلی رفع الیدین کے بعد پھر رفع الیدین کی طرف نہ لوٹتے اسکا مطلب جو یہ الاسود وعلقمہ ابن مسعود سے روایت بیان کرتے ہیں اسی روایت سے یہ احتجاج کرتے ہوئے اپنی نمازوں میں ترک رفع الیدین پر عمل کرتے تھے کوئی سند میں شریک کی وجہ سے بہانا بنائے تو اسکا رد بھی کردیتے ہیں: امام ابن ابی شیبہ اسی باب میں ایک سند جید صحیح سے بروایت ثقات ایک اور روایت لاتے ہیں

2446: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، وَأَبُو أُسَامَةَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: »كَانَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللَّهِ وَأَصْحَابُ عَلِيٍّ، لَا يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِلَّا فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ، قَالَ وَكِيعٌ، ثُمَّ لَا يَعُودُونَ« (مصنف ابن ابی شیبہ) امام وکیع اور امام ابو سامہ امام شعبہ (جو خود مسائل میں امام اعظم کی طرف رجوع کرتے) وہ ابی اسحاق السبیعی (جو صحیحین کے متفقہ جید راوی الحدیث اور بڑے فقیہ تھے اور کثیر صحابہ کے شاگرد ہیں) وہ فرماتے ہیں: کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت مولا علی علیہ السلام کے اصحاب نماز کے شروع کے علاوہ رفع الیدین نہ کرتے تھے، اور وکیع نے ان الفاظ سے کہا کہ پھر رفع الیدین نہ کرتے تھے حدیث بن مسعود کے راویان سمیت یہ تو ثابت ہو کہ ابن مسعودؓ اور انکے اصحاب ترک رفع الیدین کے قائل تھے لیکن حضرت مولا علی کے اصحاب کیوں ترک رفع الیدین کے قائل تھے؟ اسکا جواب بھی دیتے ہیں امام ابن ابی شیبہ نے اسی ہی باب میں اپنی سند صحیح سے روایت کرتے ہیں :

2442 - حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قِطَافٍ النَّهْشَلِيِّ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، »أَنَّ عَلِيًّا، كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، ثُمَّ لَا يَعُودُ«

امام عاصم بن کلیب (جو ابن مسعود کی ترک رفع الیدین کی روایت کے راوی ہیں) وہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں: کہ حضرت علی علیہ السلام نماز کے شروع میں رفع الیدین کرتے پھر نہ کرتے (وسند صحیح رجال ثقات) معلوم ہوا کہ مولا علی علیہ السلام اور انکے اصحاب جو کہ گننے میں بھی شمار نہیں ہو سکتے اور حضرت عبداللہ بن مسعود کے اصحاب جنکی گنتی بھی ناممکن ہیں وہ سب کے سب ترک رفع الدین کے قائل تھے اور کیوں قائل نہ ہوتے جب مولا علی جیسی ہستی اور حضرت ابن مسعود جیسا قرآن کا مفسر کا عمل ایسا ہو دوسری مزے کی بات یہ قول بیان کرنے والے کون تھے؟

جی یہ قول بیان کرنے والے صحیحین کے متفقہ علیہ ثقہ جید مجتہد راوی امام ابو اسحاق السبیعی ہیں اور امام سبیقی چونکہ مجتہد اور حضرت علی کے اصحاب سمیت کئی دیگر اصحاب رسول کے شاگرد خاص ہیں اور یہ قول انکا ہے اور اگر یہ قول انکا ہے تو پھر انکا عمل کیا ہوگا؟

تو انکا عمل بھی پیش کرتے ہیں: اب پھر امام ابن ابی شیبہ کی ہی روایت پیش کرتے ہیں باسند صحیح:

2454 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنْ حَسَنِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبْجَرَ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، قَالَ: »صَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ، فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلَاتِهِ إِلَّا حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ«

امام الاسود (وہی راوی ہیں جو اصحاب ابن مسعود میں سے ہیں اور یہ ترک رفع الیدین پر عمل کرتے تھے) وہ فرماتے ہیں: کہ میں نے حضرت عمرؓ کے ساتھ نماز پڑھی وہ کہیں بھی رفع الیدین نہیں کرتے تھے نماز میں سوائے شروع کے اس روایت کو بیان کرنے کے بعد امام ابن ابی شیبہ اس حدیث کے راوی عبدالملک جس سے متصل سند سے مروی یہ روایت بیان کی اسکے بعد انکا یہ قول بیان کرتے ہیں:

قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ: »وَرَأَيْتُ الشَّعْبِيَّ، وَإِبْرَاهِيمَ، وَأَبَا إِسْحَاقَ، لَا يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِلَّا حِينَ يَفْتَتِحُونَ الصَّلَاةَ« کہ میں نے امام الشعبی، امام ابراہیم النخعی اور امام ابو اسحاق السبیعی کو دیکھا کہ وہ کہیں بھی رفع الیدین نہ کرتے نماز میں

سوائے افتتاح کے تو معلوم ہوا: امام ابواسحاق السبعی جو کہ صحیحین کے کہ متفقہ جید راوی ثقہ ثبت اور مجتہد اور کثیر صحابہ کے شاگرد ہیں وہ رفع الیدین نہ کرتے لیکن یہ کیا ہم توریوڑی کی تلاش میں تھے اور مل گیا رس گلہ!!! یعنی امام ابی اسحاق السبعی کا عمل تو تھا ہی لیکن امام الشعبی جو حضرت عمر کے دور میں پیدا ہوئے تھے اور 500 اصحاب رسول سے انکا سماع ہے (اور یاد رہے امام اعظم ابوحنیفہ جیسا مجتھد بھی انکا شاگرد جا بنا تھا) اور انکے ساتھ ابراہیم النخعی جو اصحاب ابن مسعود کے شاگرد تھے اور کوفہ میں ان جیسا کوئی فقیہ مجاہد نہ پیدا ہوا تھا اور انکے شاگرد امام حماد بن ابی سلیمان، اور انکے شاگرد جا کر امام اعظم ابوحنیفہؒ بنے تھے تو چونکہ امام ابواسحاق، امام شعبی اور امام ابراہیم النخعی سوائے شروع کے پھر نماز میں رفع الیدین نہیں کرتے تھے کیوں نہ سب سے پہلے کا بھی تعارف کروایا جائے کہ یہ کتنی بڑی علمی شخصیات تھے ا۔امام الشعبی انکا تعارف کرتے ہوئے امام ذھبیؒ سیر اعلام میں فرماتے ہیں

:113 -الشعبي عامر بن شراحيل بن عبد بن ذي كبار وذو كبار: قيل من أقيال اليمن، الإمام، علامة العصر، أبو عمرو الهمداني، ثم الشعبي. مولده: في إمرة عمر بن الخطاب، لست سنين خلت منها، فهذه رواية. وعن أحمد بن يونس: ولد الشعبي سنة ثمان وعشرينوقال محمد بن سعد: هو من حمير، وعداده في همدان. قلت: رأى عليا -رضي الله عنه- وصلى خلفه. وسمع من: عدة من كبراء الصحابة. وحدث عن: سعد بن أبي وقاص، وسعيد بن زيد، وأبي موسى الأشعري، وعدي بن حاتم، وأسامة بن زيد، وأبي مسعود البدري، وأبي هريرة، وأبي سعد، وعائشة، وجابر بن سمرة، وابن عمر، وعمران بن حصين، والمغيرة بن شعبة، وعبد الله بن عمرو، وجرير بن عبد الله، وابن عباس، و كعب بن عجرة، وعبد الرحمن بن سمرة، وسمرة بن جندب، والنعمان بن بشير، والبراء بن عازب، وزيد بن أرقم، وبريدة بن الحصيب، والحسن بن علي،

وحبشي بن جنادة، والأشعث بن قيس الكندي، ووهب بن خنبش الطائي، وعروة بن مضرس، وجابر بن عبد الله، وعمرو بن حريث، وأبي سريحة الغفاري، وميمونة، وأم سلمة، وأسماء بنت عميس، وفاطمة بنت قيس، وأم هانئ، وأبي جحيفة السوائي، وعبد الله بن أبي أوفى، وعبد الله بن يزيد الأنصاري، وعبد الرحمن بن أبزى، وعبد الله بن الزبير، والمقدام بن معديكرب، وعامر بن شهر، وعروة بن الجعد البارقي، وعوف بن مالك الأشجعي، وعبد الله بن مطيع بن الأسود العدوي، وأنس بن مالك، ومحمد بن صيفي، وغير هؤلاء الخمسين من الصحابة امام شعبیؒ یہ حضرت عمر بن خطاب کے دور میں ۲۱ ھ کو پیدا ہوئے اسکے بعد امام ذھبی کہتے ہیں: میں کہتا ہون انہوں نے حضرت علی کو پایا۔

ہے اور ان کے پیچھے نماز پڑھی ہے اور کئی عدد کبیر صحابہ سے سماع کیا ہے پھر اسکے بعد امام ذھبی کثیر صحابہ جو جلیل القدر اور مشہور و معروف صحابہ تھے اسکے بعد لکھتے ہیں وغیر هؤلاء الخمسين من الصحابة کہ یہ ۵۰ صحابہ کرام ہیں آگے امام ذھبی ابن عساکر کے حوالے

سے سند کے ساتھ نقل کرتے ہین: روی: عقیل بن یحیی، حدثنا أبو داود، عن شعبة، عن منصور الغدانی، عن الشعبی، قال: أدرکت خمس مائة صحابی، أو أکثر، یقولون: أبو بکر، وعمر، وعثمان، وعلیا امام شعبیؒ فرماتے ہیں: کہ میں نے پانچ سو صحابہ رضی اللہ عنہم کو پایا یعنی ان سے ملاقات کی۔ اسکے بعد امام ذھبی الفسوی کے حوالے سے صحیح سند سے لکھتے ہیں
:الفسوی فی (تاریخ(4)) : حدثنا الحمیدی، حدثنا سفیان، حدثنا ابن شبرمة، سمعت الشعبی یقول: ما سمعت منذ عشرین سنة رجلا یحدث بحدیث إلا أنا أعلم به منه، ولقد نسیت من العلم ما لو حفظه رجل لکان به عالما.

امام حمیدی سفیان سے اور وہ امام شعبی سے سنا ہے کہ: امام شعبی کہتے کہ میں نے بیس سال کے عرصہ میں کسی سے کوئی ایسی نئی حدیث نہیں سنی کہ اس سے بیان کرنے والے سے زیادہ واقف نہ رہا ہوں پھر امام ابن عساکر کے حوالے سے نقل کرتے ہیں

قال ابن ابی لیلیٰ: ان إبراھیم صاحب قیاس، والشعبي صاحب آثار امام ابن ابی لیلیٰ کہتے تھے کہ ابراہیم النخعی صاحب قیاس یعنی مجتہد تھے اور امام شعبیؒ صاحب آثار یعنی آثار صحابہ کے بڑے عالم ہیں اور امام شعبیؒ کی وفات ۱۰۳ سے ۱۰۹ ھ کے درمیان وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء)

امام ذھبی انکا ذکر تذکرہ حفاظ میں یوں کرتے ہیں: 76-11 / 3 ع- الشعبی علامة التابعین أبو عمرو عامر بن شراحیل الھمدانی الکوفی من شعب ھمدان: مولده فی أثناء خلافة عمر فی ما قیل کان إماما حافظا فقیھا متفننا ثبتا متقنا وکان یقول: ما کتبت سوداء فی بیضاء وروی عن علی فیقال مرسل وعن عمران بن حصین وجریر بن عبد الله وأبی ھریرة وابن عباس وعائشة وعبد الله بن عمر وعدی بن حاتم والمغیرة بن شعبة وفاطمة بنت قیس وخلق وعنه إسماعیل بن أبی خالد وأشعث بن سوار وداود بن أبی ھند وزکریا بن أبی زائدة ومجالد بن سعید والأعمش وأبو حنیفة وھو أکبر شیخ لأبی حنیفة وابن عون ویونس بن أبی إسحاق والسری بن یحیی وخلق قال أحمد العجلی مرسل الشعبی صحیح لا یکاد یرسل الا صحیحا.

الشعبی تابعین میں علامہ تھے یہ حضرت عمر کے دور خلافت میں ۲۱ ھ کو پیدا ہوئے یہ امام حافظ فقیہ یعنی مجتہد متقن ثبت تھے انہوں نے حضرت علی، عمران بن حصین، جریر بن عبداللہ، ابی ھریرہ، ابن عباس، حضرت عائشہ، عبداللہ بن عمر، عدی بن حاتم، مغیرہ بن شعبہ سے روایت کیا ہے اور ان سے روایت کرنے والے امام ابی حنیفہ یہ امام ابوحنیفہ کے بڑے کبیر شیخ تھے، اور ابن عون، یونس بن ابی اسحاق، وغیرہ ہیں اور امام عجلی کہتے ہیں شعبی کی مراسل صحیح کے علاوہ روایت نہ کرتے (تذکرہ الحفظ امام ذھبی) ۲۔ امام ابو اسحاق السبیعی انکا ترجمہ بیان کرتے ہوئے امام ذھبیؒ سیر اعلام النبلاء میں فرماتے ہیں:

کہ یہ اجلہ تابعین میں سے ہیں یہ کوفی حافظ عالم ومحدث ہیں اور یہ حضرت عثمان بن عفان کی خلافت دور میں پیدا ہوئے تھے اور انہوں

نے مولا علی کو دیکھا بھی ہے اوران سے روایت بھی کیا ہے- أبو إسحاق السبيعي عمرو بن عبد الله * (ع) ابن ذي يحمد. وقيل: عمرو بن عبد الله بن علي الهمداني، الكوفي، الحافظ، شيخ الكوفة، وعالمها، ومحدثها، لم أظفر له بنسب متصل إلى السبيع، وهو من ذرية سبيع بن صعب بن معاوية بن كثير بن مالك بن جشم بن حاشد بن جشم بن خيران بن نوف بن همدان. وكان -رحمه الله- من العلماء العاملين، ومن جلة التابعين. قال: ولدت لسنتين بقيتا من خلافة عثمان، ورأيت علي بن أبي طالب يخطب.

اسکے بعد آگے امام ذھبیؒ نے انکے ان شیوخ کا ذکر کیا جو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے

وروى عن: معاوية، وعدي بن حاتم، وابن عباس، والبراء بن عازب، وزيد بن أرقم، وعبد الله بن عمرو بن العاص، وأبي جحيفة السوائي، وسليمان بن صرد، وعمارة بن رويبة الثقفي، وعبد الله بن يزيد الأنصاري، وعمرو بن الحارث الخزاعي، وغيرهم من أصحاب رسول الله -صلى الله عليه وسلم-. ورأى أيضا: أسامة بن زيد النبوي. وقرأ القرآن على: الأسود بن يزيد، وأبي عبد الرحمن السلمي. وكان طلابة للعلم، كبير القدر.

اسکے بعد انکے غیر اصحاب رسول شیوخ کے نام لکھتے ہیں:

وروى أيضا عن: علقمة بن قيس، ومسروق بن الأجدع، والضحاك بن قيس الفهري، وعمرو بن شرحبيل الهمداني، والحارث الأعور، وهبيرة بن يريم، وعمر بن سعد الزهري، وعبيدة بن عمرو السلماني، وعاصم بن ضمرة، وعبد الله بن عتبة بن مسعود، وعمرو بن ميمون الأودي، وصلة بن زفر العبسي، وسعيد بن وهب الخيواني، وعبد الرحمن بن أبزى الخزاعي، وحارثة بن مضرب، وعبد الله بن معقل، وصلة بن زفر، وأبي الأحوص عوف بن مالك، ومسلم بن نذير، والأسود بن هلال، وشريح القاضي، وأبي عبيدة بن عبد الله بن مسعود الهذلي، وكميل بن زياد النخعي، والمهلب بن أبي صفرة الأمير، والأسود بن هلال المحاربي، وخلق كثير من كبراء التابعين. اسکے بعد انکے شاگردوں کے نام لکھتے ہیں: حدث عنه: محمد بن سيرين -وهو من شيوخه- والزهري، وقتادة، وصفوان بن سليم -وهم من أقرانه- ومنصور،

والأعمش، وزيد بن أبي أنيسة، وزكريا بن أبي زائدة، ومسعر، وسفيان، ومالك بن مغول، وشعبة بن الحجاج، وولده؛ يونس بن أبي إسحاق، وحفيده؛ إسرائيل، وزائدة بن قدامة، وإسماعيل بن أبي خالد، وأشعث بن سوار، والمسعودي، وعمار بن زريق، والحسين بن واقد، والحسن بن صالح بن حي، وإبراهيم بن طهمان، وأبو وكيع الجراح بن مليح، وجرير بن حازم، وحمزة الزيات، وفطر بن خليفة، وورقاء بن عمر،

وشعيب بن صفوان، وشعيب بن خالد، ورقبة بن مصقلة، وزهير بن معاوية، وأخوه: حديج بن معاوية، وأبو عوانة الوضاح، وشريك القاضي، وأبو الأحوص سلام بن سليم، وأبو بكر بن عياش، وسفيان بن عيينة، وخلق كثير. وهو: ثقة، حجة بلا نزاع. وقد كبر وتغير حفظه تغير السن، ولم يختلط.

جیسا کہ دیکھا جاسکتا ہے کیسے بڑے میں ائمہ حدیث جیسا کہ امام شعبہ، امام ابوبکر بن عیاش، سفیان بن عینہ، شریک القاضی، وکیع بن الجرح، الحسین بن واقد، زھیر بن معاویہ، یونس بن ابی اسحاق (یہ ابو اسحاق کے بیٹے ہیں) وغیرہ وغیرہ!!! ۳۔ حضرت ابراہیم النخعی امام ذھبی انکا ترجمہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

213- إبراهيم النخعي أبو عمران بن يزيد بن قيس، الإمام، الحافظ، فقيه العراق، أبو عمران إبراهيم بن يزيد بن قيس بن الأسود بن عمرو بن ربيعة بن ذهل بن سعد بن مالك بن النخع (2) النخعي، اليماني، ثم الكوفي، أحد الأعلام. وهو ابن مليكة: أخت الأسود بن يزيد. روى عن: خاله، ومسروق، وعلقمة بن قيس، وعبيدة السلماني، وأبي زرعة البجلي، وخيثمة بن عبد الرحمن، والربيع بن خثيم، وأبي الشعثاء المحاربي، وسالم بن منجاب، وسويد بن غفلة، والقاضي شريح، وشريح بن أرطاة، وأبي معمر عبد الله بن سخبرة، وعبيد بن نضيلة، وعمارة بن عمير، وأبي عبيدة بن عبد الله، وأبي عبد الرحمن السلمي، وخاله: عبد الرحمن بن يزيد، وهمام بن الحارث، وخلق سواهم من كبار التابعين. ولم نجد له سماعا من الصحابة المتأخرين الذين كانوا معه بالكوفة كالبراء، وأبي جحيفة، وعمرو بن حريث. وقد دخل على أم المؤمنين عائشة وهو صبي، ولم يلبث له منها سماع، على أن روايته عنها في كتب أبي داود، والنسائي، والقزويني، فأهل الصنعة يعدون ذلك غير متصل مع عدهم كلهم لإبراهيم في التابعين، ولكنه ليس من كبارهم

اسکے بعد امام ذھبی فرماتے ہیں: وہ علم کی بہت بصیرت رکھنے والے تھے جو ابن مسعود سے مروی تھا انکی روایات کے زریعے اور یہ بہت بڑے بڑی شان والے فقیہ تھے یہ کبار تابعین سے روایت کرنے والے ہیں لیکن انہوں نے کثیر صحابہ کو تو نہیں دیکھا البتہ البراء، ابو جحیفہ اور عمرو بن الحارث کے اور امام ابن معین فرماتے ہیں ابراہیم النخعی کی مراسیل مجھے امام شعبی کی مراسیل سے زیادہ پسند ہیں

وكان بصيرا بعلم ابن مسعود، واسع الرواية، فقيه النفس، كبير الشأن، كثير المحاسن -رحمه الله تعالى-. روى عنه: الحكم بن عتيبة، وعمرو بن مرة، وحماد بن أبي سليمان -تلميذه- وسماك بن حرب، ومغيرة بن مقسم -تلميذه- وأبو معشر بن زياد بن كليب، وأبو حصين عثمان بن عاصم، ومنصور بن المعتمر، وعبيدة بن معتب، وإبراهيم بن مهاجر، والحارث العكلي، وسليمان الأعمش، وابن عون، وشباك الضبي، وشعيب بن الحبحاب، وعبيدة بن معتب (1)، وعطاء بن السائب، وعبد الرحمن بن أبي

الشعثاء المحاربي، وعبد الله بن شبرمة، وعلي بن مدرك، وفضيل بن عمرو الفقيمي، وهشام بن عائذ الأسدي، وواصل بن حيان الأحدب، وزبيد اليامي، ومحمد بن خالد الضبي، ومحمد بن سوقة، ويزيد بن أبي زياد، وأبو حمزة الأعور ميمون، وخلق سواهم.

قال أحمد بن عبد الله العجلي: لم يحدث عن أحد من أصحاب النبي -صلى الله عليه وسلم- وقد أدرك منهم جماعة، ورأى عائشة. وكان مفتي أهل الكوفة هو والشعبي في زمانهما، وكان رجلا صالحا، فقيها، متوقيا، قليل التكلف وهو مختف من الحجاج. روى: أبو أسامة، عن الأعمش، قال: كان إبراهيم صيرفي الحديث (2). وروى: جرير، عن إسماعيل بن أبي خالد، قال: كان الشعبي، وإبراهيم، وأبو الضحى يجتمعون في المسجد يتذاكرون الحديث، فإذا جاءهم شيء ليس فيه عندهم رواية، رموا إبراهيم بأبصارهم (1). قال يحيى بن معين: مراسيل إبراهيم أحب إلي من مراسيل الشعبي. (سیر اعلام النبلاء)

تو معلوم ہوا جو حضرت عمر، حضرت ابن مسعود، حضرت مولا علی سمیت ۵۰۰ صحابہ کرام کے پیچھے نمازیں پڑھیں اور خلفاء کے دور میں پیدا ہوئے وہ تو رفع الیدین کرتے ہی نہیں تھے اگر انہوں نے کچھ صحابہ کو دیکھا ہوتا کرتے تو کبھی کبھار کرتے کبھی نہ کرتے بلکہ وہ تو کہتے ہیں کہ نماز میں کہیں بھی رفع الیدین نہیں سوائے شروع کے اور پھر خود بھی ایسی نمازیں پڑھتے حضرت ابراہیم النخعی کے سامنے رفع الیدین کے اثبات کی دلیل پیش کی جاتی تو وہ کیا جواب دیتے: احناف کے فخر اعظیم محدث وفقیہ بے مثل امام ابوجعفر الطحاوی اپنی تصنیف شرح معانی الاثار میں باسند صحیح روایت لاتے ہیں:

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُد، قَالَ: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، قَالَ: دَخَلْت مَسْجِدَ حَضْرَمَوْتَ، فَإِذَا عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ يُحَدِّثُ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ قَبْلَ الرُّكُوعِ، وَبَعْدَهُ. فَذَكَرْت ذَلِكَ لِإِبْرَاهِيمَ فَغَضِبَ وَقَالَ رَآهُ هُوَ وَلَمْ يَرَهُ ابْنُ مَسْعُودٍ رضی الله عنه وَلَا أَصْحَابُهُ (شرح معانی الاثار: برقم: ۱۳۵۱)

سفیان مغیرہ سے بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم نخعی سے کہا کہ وائل بن حجر کی روایت میں ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز شروع کرتے اور رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع یدین کرتے دیکھا تو امام ابرہیم النخعی نے جواب دیا، اگر وائل رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مرتبہ ہاتھ اٹھاتے دیکھا ہے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پچاسوں مرتبہ ہاتھ نہ اٹھاتے دیکھا یعنی کہ امام ابراہیم الس خعی جو شاگرد خاص ہیں امام شعبیؒ کے (امام شعبی کے شاگرد امام ابوحنیفہ بھی ہیں) اور امام شعبیؒ شاگرد خاص ہیں حضرت علی اور 500 صحابہ کے وہ انے سے فیض یافتہ فقیہ ابراہیم النخعی نے وائل بن حجر کی روایت کے مقابلے فرمایا کہ اگر وہ صحابی رسول نے نبی کو ایک بار رفع الیدین کرتے دیکھا ہے تو حضرت جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے 50 بار نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع الیدین کو ترک کرتے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا ہے اور حضرت ابراہیم النخعی نے یہ بات اس لیے کہی کہ ان تک اصحاب ابن مسعود جنکی

تعداد بھی ہم نہیں گن سکتے سب نے ترک رفع الیدین کی روایت بیان کی اور ابن مسعود وہ صحابہ رسول ہیں جو اول اسلام لانے والے صحابہ میں شمار ہیں اور یہ نبی پاک کے ساتھ ہر مشکل و جنگ، امن ہر ماحول میں نبی کریم کے ساتھ رہے اور جب انکا عمل یہ ہے تو وائل بن حجر جو شاذ ناظر نبی کریم کو کو پایا انکی بات کیسے مانی جاسکتی ہے؟

اسی طرح یہی بات امام ابراہیم النخعی سے ایک اور متن سے بھی امام طحاوی نے پیش کی ہے جیسا کہ :

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُد، قَالَ: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، قَالَ: دَخَلْتُ مَسْجِدَ حَضْرَمَوْتَ، فَإِذَا عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ يُحَدِّثُ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ قَبْلَ الرُّكُوعِ، وَبَعْدَهُ. فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِإِبْرَاهِيمَ فَغَضِبَ وَقَالَ رَآهُ هُوَ وَلَمْ يَرَهُ ابْنُ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ وَلَا أَصْحَابُهُ حضر موت'' کی مسجد میں گیا، وہاں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت علقمہ اپنے والد گرامی کے حوالے سے یہ حدیث سنا رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے قبل، اور بعد از رکوع رفع الیدین کیا کرتے تھے۔تو یہ حدیث سن کر میں ابراہیم النخعی کے پاس آیا اور یہ حدیث سنا کر اس کے متعلق ان سے پوچھا۔تو وہ یہ حدیث سن کر غصہ میں آ گئے۔اور کہنے لگے کہ: وائل بن حجرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ لیا اور عبداللہ بن مسعودؓ اور ان کے ساتھی نہ دیکھ سکے یہ تو تھے بالکل ہی مختصر وجوحات جسکی بنیاد پر ترجیح دی گئی حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت کو اور رہاں یاد رہے جن محدثین وفقیہ سے ترک رفع الیدین کی ترجیح اور احادیث کے موافق انکا عمل اور استدلال بیان کیا گیا ہے اس وقت ترک رفع الیدین کی احادیث کو ضعیف قرار دینے والے محدثین ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے جیسا کہ امام بخاری، امام احمد، امام شافعی، امام ابن حبان، امام ابی داود وغیرہ کیونکہ ان محدثین کا وقت تو بہت بعد کا ہے ہم تو ابھی صحابہ اور تابعین کبیر کے دور میں ان کی تحقیق پیش کی جنہوں نے 500 صحابہ سے علمی فیض لیا اور مولا علی جو علم کا دروازہ ہیں انکے استدلال پر بھی بھلا کوئی اشکال وارد کرسکتا ہے؟

اور رہاں یاد رہے ہم نے امام ابوحسیفہ کے استدلال کا ایک بھی ذکر نہیں کیا لیکن عقل سے پیدل بے دال کے بودن غیر کے مقلدین جو اپنی غلیظ زبان سے جھاگ نکالتے ہوئے امام اعظم ابوحنیفہ پر بکتے ہیں رفع الیدین ترک کے فتوے کی وجہ سے کیا ان میں اتنی غیرت کی پوڑی ہے کہ امام الشعبیؒ، امام ابن مسعود، مولا علی امام ابراہیم النخعی، امام ابواسحاق السبیعی جیسے امت محمدیہ کے ستونوں پر بھونک سکیں ؟؟؟ یاد رہے اسکے اگلے حصے میں اور تابعین، امام ابوحنیفہ، انکے ہم عصر محدثین وفقہاء کے فتاوے اور عمل پیش کرنے باقی ہیں اسکے بعد پھر احناف وغیر احناف کے دلائل کو ترجیح دینے کے اختلاف میں احناف کے دلائل کو زیادہ مضبوط بیان کیا جائے گا جسکی ایک ہلکی پھلکی ننی منی جھلک آپ اوپر دیکھ چکے ہیں۔

رکوع

بغیر ہاتھ اٹھائے تکبیر کہہ کر رکوع کرے کیونکہ حدیث شریف میں ہے۔

حدیث: عن ابی هریرہ رضی اللہ عنہ انه کان یصلی بهم فیکبر کلما خفض و رفع فاذا انصرف قال انی لا شبهکم صلاۃ برسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ۔ (بخاری شریف ص 62 حدیث نمبر 785 مکتبہ دارالسلام)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ نماز ادا کرتے تو جب بھی (رکن کی ادائیگی کے لئے) اوپر نیچے ہوتو (صرف) تکبیر کہتے جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا میری نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کے مشابہ ہے۔

رکوع میں کمر کا سیدھا کرنا

حدیث: عن ابی مسعود الانصاری رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لا تجزی صلوۃ لا یقیم فیها الرجل یعنی صلبه فی الرکوع والسجود ۔ (سنن ترمذی بتحقیق البانی ص 75 حدیث نمبر 265)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں وہ نماز کافی نہیں جس میں نمازی رکوع وسجود میں کمر کو سیدھا نہ کرے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

رکوع کا مسنون طریقہ

رکوع میں کمر اور سر برابر ہوں ہاتھ گھٹنوں پر کہنیوں کو جسم سے نہ ملائے اطمینان سے رکوع کرے۔

حدیث: عن سالم البراد قال اتینا عقبة بن عامر الانصاری ابا مسعود رضی اللہ عنہ فقلنا له حدثنا عن صلوہ رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فقام بین ایدینا فی المسجد فکبر فلما رکع وضع یدیه علی رکبتیه وجعل اصابعه اسفل من ذالك وجافی بین مرفقیه حتی استقر کل شی منه الخ۔ سنن ابی داؤد بتحقیق البانی ص 138 حدیث نمبر 863 یہ حدیث صحیح ہے۔

ترجمہ: سالم برادؒ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت ابومسعود انصاریؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کی کیفیت بیان فرمائیں حضرت ابومسعودؓ مسجد میں ہمارے سامنے کھڑے ہو گئے اور تکبیر کہی جب رکوع کیا تو ہاتھوں کو گھٹنوں پر اس طرح رکھا کہ انگلیاں گھٹنوں سے نیچے اور کہنیاں کوکھ سے فاصلے پر تھیں یہاں تک کہ ہر عضو میں ٹھہراؤ پیدا ہو گیا۔

رکوع کی تسبیحات

حدیث: عن حذیفة رضی اللہ عنہ انه صلی مع النبی صلی الله علیه وآله وسلم فکان یقول فی رکوعه سبحان ربی العظیم وفی سجوده سبحان ربی الاعلی۔ سنن ابی داؤد بتحقیق البانی ص 139 حدیث نمبر 871 یہ حدیث صحیح ہے۔

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ نے آپ علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھی پس آپ علیہ السلام رکوع میں سبحان ربی العظیم پڑھتے اور سجدہ میں سبحان ربی الاعلی پڑھتے۔

رکوع سے سر اٹھانا

جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ پڑھتے پھر ربنا لک الحمد

حدیث: عن ابی هریرہ رضی اللہ عنہ ثم یقول سمع الله لمن حمده حین یرفع صلبه من الرکوع ثم یقول وهو قائم ربنا لك الحمد ۔۔۔ الخ۔ بخاری ص 62 حدیث نمبر 789 مکتبہ دار السلام۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع سے اٹھتے ہوئے سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور کھڑے ہو کر ربنا لک الحمد پڑھتے۔

نوٹ: اگر نماز با جماعت ہے تو امام صرف سمع اللہ لمن حمدہ کہے گا اور مقتدی صرف ربنا لک الحمد۔

حدیث: عن انس بن مالك رضی اللہ عنہ قال (قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم) واذا قال سمع الله لمن حمده فقولوا ربنا لك الحمد۔ (بخاری ص 88 حدیث نمبر 733 مکتبہ دار السلام)

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو۔

سجدہ

پھر تکبیر کہہ کر سجدہ میں چلا جائے۔

حدیث: عن وائل بن حجر قال رایت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اذا سجد وضع رکبتیه قبل یدیه واذا نهض رفع یدیه قبل رکبتیه۔ (سنن نسائی بتحقیق البانی ص 177 حدیث نمبر 1089) یہ حدیث امام نسائیؒ کے نزدیک صحیح ہے۔

ترجمہ: حضرت وائل بن حجرؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ علیہ السلام جب سجدہ کرتے تو پہلے گھٹنے نیچے رکھتے پھر ہاتھ اور جب اٹھتے تو پہلے ہاتھ اٹھاتے پھر گھٹنے۔

سجدہ میں جانے کے لیے پہلے ہاتھ لگائیں جائیں یا گھٹنے؟

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ (1 / 151) نے ابراہیم عن اصحاب عبداللہ علقمہ اور اسود کے طریق سے نکل کیا کہ علقمہ اور اسود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ہم نے سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز سے یہ بات محفوظ کی کہ وہ رکوع بعد اپنے گھٹنوں کے بل (سجدہ میں جانے کے لیے) ایسے جھکتے جیسے اونٹ گرتا ہے اور انہوں نے اپنے گھٹنے ہاتھوں سے پہلے رکھے۔'' (قال البانی) اس کی سند صحیح ہے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دوسری روایت کے الفاظ ہیں: "رَأَيْتُ رَسُولَ صلى الله عليه وسلم إِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ" ''یعنی انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ سجدہ کرتے تو اپنے گھٹنے ہاتھوں سے پہلے رکھتے۔'' اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح
المعانی 1 / 149

روایت کیا ہے اور انہوں نے اس کا ایک شاہد حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس میں ان کا اپنا عمل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل موجود ہے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اسے صحیح قرار دیا ہے۔ (ماخذ فتاویٰ البانیہ)

اور احناف، شوافع، امام احمد رحمۃ اللہ علیہم مشائخ وہابیہ ابن تیمیہ، ابن القیم، ابن باز، العثیمین کی رائے بھی یہی ہے کہ سجدہ کیلئے پہلے گھٹنے رکھے جائیں۔

اور امام مالک، اوزاعی اور عام محدثین کی رائے یہ ہے کہ پہلے ہاتھ رکھے جائیں، جس کی دلیل یہ روایت ہے: »إذا سجد أحدكم فلا يبرك كما يبرك البعير وليضع يديه قبل ركبتيه « کہ اونٹ کی طرح بیٹھنے کی بجائے گھٹنوں سے پہلے ہاتھ زمین پر رکھنے چاہیے۔

ابن تیمیہ الفتاوی (22 / 449) میں لکھتے ہیں: أما الصلاة بكليهما فجائزة باتفاق العلماء. إن شاء المصلي يضع ركبتيه قبل يديه، وإن شاء وضع يديه ثم ركبتيه وصلاته صحيحة في الحالتين باتفاق العلماء ولكن تنازعوا في الأفضل.

دونوں طرح نماز جائز ہے، چاہے تو پہلے گھٹنے رکھے اور چاہے تو پہلے ہاتھ رکھے، نماز دونوں حالتوں میں صحیح ہے، اس پر علماء کا اتفاق ہے، اختلاف صرف افضلیت میں ہے۔

سجدہ کی تسبیحات

سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ پڑھے۔

حدیث: عن حذیفہ رضی اللہ عنہ انه صلی مع النبی صلی الله علیه وآله وسلم فکان یقول فی رکوعه سبحان ربی العظیم وفی سجوده سبحان ربی الاعلی۔ (سنن ابی داؤد بتحقیق البانی ص139 حدیث نمبر 871 یہ حدیث صحیح ہے۔

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ آپ علیہ السلام رکوع میں سبحان ربی العظیم اور سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ پڑھتے تھے۔

سجدہ کی مسنون کیفیت

سجدہ اعتدال سے کرے کہنیوں کو زمین پر نہ بچھائے۔

حدیث: عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اعتدلوا فی السجود ولا یبسط احدکم ذراعیه انبساط الکلب۔ (مسلم ص755 حدیث نمبر 1102 مکتبہ دارالسلام)

ترجمہ: حضرت انسؓ نبی علیہ السلام کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ سجدہ میں اعتدال کرو اور تم میں سے کوئی بھی سجدہ میں کہنیوں کو کتے کی طرح نہ بچھائے۔

اعضائے سجدہ

سجدہ سات اعضاء پر کرے۔

حدیث: عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی الله علیه وآله وسلم امرت ان اسجد علی سبعة اعظم علی الجبهة واشار بیده علی انفه والیدین والرکبتین و اطراف القدمین ولا نکفت الثیاب و الشعر۔
(بخاری ص64 حدیث نمبر 812 مکتبہ دارالسلام)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں پیشانی پر اور آپ علیہ السلام نے ناک کی طرف اشارہ کیا اور دونوں ہاتھوں پر دونوں گھٹنوں پر دونوں پاؤں کی انگلیوں پر اور ہمیں یہ بھی حکم دیا ہم نماز میں کپڑے اور بالوں کو نہ سمیٹیں۔

سجدہ میں انگلیوں کو جوڑنا

حدیث: عن علقمہ بن وائل بن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان اذا سجد ضم اصابعہ۔ مستدرک حاکم ج1 ص357 حدیث نمبر 936 دار الفکر۔ یہ حدیث صحیح ہے

ترجمہ: حضرت وائل بن حجرؓ فرماتے ہیں کہ آپ علیہ السلام جب سجدہ کرتے تو اپنے انگلیوں کو ملا لیتے۔ سجدہ میں بازو پہلو سے جدا ہوں اور ہتھیلیاں کندھوں کے برابر ہوں۔

حدیث: عن ابی حمید الساعدی ان النبی علیہ السلام کان اذا سجد امکن انفہ وجبھہ من الارض نحی یدیہ عن جنبیہ ووضع کفیہ حذو منکبیہ۔ سنن ترمذی بتحقیق البانی ص77 حدیث نمبر 270۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سجدہ کرتے تو ناک اور پیشانی کو خوب ٹکا کر زمین پر رکھتے اور بازو پہلو سے جدا کرتے اور ہتھیلیاں کندھوں کے برابر کرتے۔

کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سجود میں بھی رفع الیدین ثابت ہے؟

امام ابن ابی شیبہ اپنی مصنف میں ایک روایت بیان کرتے ہیں جسکی سند ومتن درج ذیل ہے

2434: - حدثنا الثقفي، عن حميد، عن أنس، »أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يرفع يديه في الركوع والسجود.

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع اور سجود میں رفع الیدین کرتے تھے*** ہم پہلے رجال کا تعارف پیش کرینگے اس بعد اس پر وارد اعتراضات کا مدلل جواب پیش کرینگے ا۔ سند کا پہلا راوی: امام الثقفیامام ذھبی فرماتے ہیں امام عبدالوھاب الثقفی الحافظ اور حجت ہیں۔

1380 - عبد الوهاب الثقفي 1: "ع" هو الإمام الأنبل، الحافظ الحجة أبو محمد عبد الوهاب بن عبد المجيد بن الصلت بن عبد الله ابن صاحب النبي -صلى الله عليه وسلم- الحكم بن أبي العاص الثقفي، البصري، والحكم: هو أخو الأمير عثمان بن أبي العاص -رضي الله عنهما. (سیر اعلام النبلاء)۲۔ سند کا دوسرا راوی: حمد بن طویل 78-

حميد بن أبي حميد الطويل البصري (ع) امام حمید بن ابی طویل یہ صاحب حدیث اور معرفت والے سچے ہیں امام ابن معین فرماتے ہیں کہ ثقہ ہیں امام عجلی انکو بصرہ کے ثقہ تابعین میں شمار کیا ہے اور امام ابی حاتم کہتے ہیں یہ ثقہ ہیں ان میں کوئی حرج نہیں۔

الإمام، الحافظ، أبو عبيدة البصري، مولى طلحة الطلحات. وكان صاحب حديث، ومعرفة،

وصدق.وروى: إسحاق الكوسج، عن يحيى بن معين: ثقة.وقال أحمد العجلي: بصري، تابعي، ثقة، وهو خال حماد بن سلمة.وقال أبو حاتم الرازي: ثقة، لا بأس به.وقال: أكبر أصحاب الحسن: قتادة، وحميد۔(سير اعلام النبلاء) ۳۔سند کے تیسرے راوی صحابی رسول

حضرت انس بن مالک ہیں جو نبی کریم ﷺ کا عمل بیان کرنے والے ہیں: اس روایت پر دو اعتراضات ہوتے ہیں 1۔ پہلا اعتراض: کہ سند میں حمید الثقفی ہے جو کہ آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گیا تھا 2۔ دوسرا اعتراض: حمید کثرت سے تدلیس کرتا تھا اور امام ابن حجر نے انکو مدلسین کے تیسرے طبقے میں درج کیا ہے جسکی معنعنہ روایت ضعیف ہوتی ہے بغیر سماع کی تصریح و متابعت کے ہم پہلے اعتراض کا جواب پیش کرتے ہیں: امام عقیلی نے عبد الوھاب الثقفی کے بارے کہتے ہیں کہ انکو زندگی کے آخری دور میں اختلاط ہوا تھا پھر محدثین کی جو رائے پیش کی ہے وہ یہ ہے

1040:- عبد الوهاب بن عبد المجيد الثقفي تغير في آخر عمره.حدثنا محمد بن زكريا قال: حدثنا عقبة بن مكرم قال: كان عبد الوهاب الثقفي قد اختلط قبل موته بثلاث سنين أو أربع سنين۔

امام عقبہ بن مکرم کہتے ہیں کہ عبد الوھاب ثقفی کو اختلاط موت سے بالکل قبل پیش آیا تھا یعنی موت سے 3 یا 4 سال پہلے

حدثنا الحسين بن عبد الله الذارع قال: حدثنا أبو داود قال: جرير بن حازم وعبد الوهاب الثقفي تغيرا فحجب الناس عنه

امام ابی داود کہتے ہیں جریر اور عبد الوھاب ثقفی کو حافظے میں تغیر آ گیا تھا اور لوگ ان سے بیان کرنے سے رک گئے (الضعفاء الكبير، عقيلی) یہی وجہ ہے کہ امام ذھبی محدثین کے ان اقوالات کو سامنے رکھتے ہوئے فرماتے ہیں: قلت: لكن ما ضره تغيره، فإنه لم يحدث زمن التغير بشيء۔

میں (الذھبی) کہتا ہوں کہ اسکا تغیر ہونا اسکی حدیث پر کوئی مضر نہیں کیونکہ تغیر میں ان سے کچھ بھی بیان نہیں ہوا (سیر اعلام النبلاء) تو ثابت ہوا محدثین کے تصریحات کے مطابق کہ امام ابن ابی شیعبہ سمیت تمام لوگوں نے ان سے سماع انکے تغیر سے پہلے ہی کیا تھا اور انکو اختلاط موت سے 3 یا 4 سال قبل ہوا جو بہت قلیل عرصہ ہوتا ہے اور یہ کہ محدثین کی تصریح بھی ہے کہ لوگوں نے ان سے تغیر کی حالت میں حدیث ہی نہیں لی بلکہ ترک کر دیا تھا تو امام ذھبی کے مطابق اسکا تغیر اسکی بیان کردہ حدیث کے لیے مضر ہی نہیں۔

دوسرا اعتراض جو کہ حمید کی تدلیس کے حوالے سے ہے تو اسکا جواب یہ ہے: امام عقیلی حمید کی تدلیس کے بارے محدثین کی تصریحات نقل کرتے ہیں جو درج ذیل ہیں:

حدثني عيسى بن عامر بن أبي الطيب عن أبي داود عن شعبة قال: كل شيء سمع حميد عن أنس خمسة أحاديث،

امام شعبہؒ فرماتے ہیں: حمید کا انس سے کل سماع صرف پانچ احادیث ہیں (یعنی 5 احادیث سے زیادہ حمید نے حضرت انس سے نہیں سنا

)قال أبو داود: فقال حماد بن سلمة: عامة ما يروى حميد عن أنس لم يسمعه منه، إنما سمعه من ثابتامام ابی داودفرماتے ہیں: حماد بن سلمہ نے کہا کہ عمومی طور پر جوحمید انس سے معنعنہ بیان کرتے ہیں وہ حضرت انس سےنہیں سنا بلکہ وہ انہوں نے ثابت البنانی سے سنا ہوتا ہے

حدثنا محمد قال: حدثنا صالح قال: حدثنا علی قال: سمعت أبا داود يقول: سمعت حماد بن سلمة يقول: معظم ما رواه حميد عن أنس هو عن ثابتامام ابی داود فرماتے ہیں: حماد بن سلمہ سے سنا وہ کہتے ہیں کہ عام طور پر جو حمید حضرت انس سے بیان کرتا ہے وہ ثابت سے سنا ہوتا ہے (الضعفاء عقیلی) اورامام ذھبی سیر اعلام میں انکے ترجمہ میں امام شعبہ کا قول بیان کرتے ہیں:

وروى: أبو عبيدة الحداد، عن شعبة، قال: لم يسمع حميد من أنس إلا أربعة وعشرين حديثا، والباقي سمعها من ثابت، أو ثبته فيها ثابت. قلت: لحميد عن أنس في كتب الإسلام شيء كثير، وأظن له في الكتب الستة عنه مائة حديث.

امام ابوعبیدہ الحداد نے امام شعبہ سے بیان کیا ہے کہ: حمید نے حضرت انس سے سوائے 24 احادیث کے کچھ نہیں سنا اور باقی انہوں نے ثابت البنانی (کے واسطے سے) سنا ہے یا ان احادیث میں ثابت البنانی کا واسطہ ثابت ہوا ہے اس قول کو نقل کرنے کے بعد امام ذھبی فرماتے ہیں: میں (الذھبی) کہتا ہوں! حمید کی حضرت انس سے اسلام کی کتب (احادیث) میں کثیر روایات ہیں اور میرا اندازہ ہے کہ صحاح ستہ میں (حمید عن انس) کے طریق سے 100 کے قریب احادیث ہیں (نوٹ: فقط امام بخاری نے اپنی صحیح میں حمید کی حضرت انس سے معنعنہ روایت 55 کے قریب لی ہیں یعنی یہ سند صحیحین کی شرط پر ہے) اسی لیے امام ذھبی نے مستدرک میں امام حاکم کی مکمل مواقفت کی ہے اس سند کے اعتبار سے جیسا کہ امام ذھبی نے مستدرک میں حمید کی حضرت انس سے معنعنہ روایات کو صحیح علی شرط شیخین کہا ہے اوران روایات کی تعداد 24 روایات کو شیخین کی شرط پر صحیح کہا ہے جو روایات شیخین نے نہیں لی ہم ۵ نقل کر دیتے ہیں بطور نمونہ 194 - حدثني علي بن بندار الزاهد، ثنا جعفر بن محمد الفريابي، ثنا محمد بن المثنى الزمن، ثنا خالد بن الحارث، ثنا حميد، عن أنس بلغ ... »هذا حديث صحيح على شرط الشيخين، ولم يخرجاه« [التعليق - من تلخيص الذهبي] 194 - على شرطهما [التعليق - من تلخيص الذهبي] 260 - على شرطهما [التعليق - من تلخيص الذهبي] 266 - على شرطهما [التعليق - من تلخيص الذهبي] 889 - على شرطهما وأخرجا أصله [التعليق - من تلخيص الذهبي] 2192 -

على شرط مسلم اسی طرح حمید کی حضرت انس سے معنعنہ روایات کو امام بخاری ومسلم نے اپنی صحیح میں لیا ہے امام ابن خذیمہ نے امام ابن حبان نے امام المقدسی نے امام ابوعوانہ نے امام طحاوی نے اپنی شرح معانی ومشکل الاثار میں الغرض تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ حمید کی حضرت انس سے روایت میں تدلیس ہوتی ہے تو فقط حمید کے واسطے سے عمومی طور پر جیسا کہ ارشاد الحق اثری صاحب جو وھابیہ کے محقق

العصر ہیں وہ مسند السراج میں اس طریق پر اسناد صحیح کا حکم لگایا ہے نمونہ کے طور پر ایک نقل کر دیتے ہیں: 279- حَدَّثَنَا أَبُو هَمَّامٍ الْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعٍ ثنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ قَالَ: مَا صَلَّيْتُ مَعَ أَحَدٍ أَوْجَزَ صَلَاةً وَلَا أَكْمَلَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.[279] إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.(مسند السراج) اور البانی صاحب کا موقف بھی یہی تھا جیسا کہ ہو لکھتے ھیں زاد النسائی: " وإذا رفع رأسه من السجود فعل مثل ذلك " وسنده صحيح. وفي أخرى له بلفظ: " أنه رأى النبي صلى الله عليه وسلم رفع يديه في صلاته إذا ركع, وإذا رفع رأسه من الركوع, وإذا سجد, وإذا رأسه من السجود حتى يحاذي بهما فروع أذنيه ". وكذلك رواه أحمد (3/436, 437) وسنده صحيح أيضا. وفي أخرى له مختصرا بلفظ: " كان يرفع يديه حيال فروع أذنيه في الركوع والسجود ". وكذلك رواه أبو عوانة في " صحيحه (2/95). وقال الحافظ في " الفتح " (2/185) بعد أن ساقه من طريق النسائي: " وهو أصح ما وقفت عليه من الأحاديث في الرفع في السجود ". وله شاهد من حديث أنس بلفظ: " أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يرفع يديه في الركوع والسجود ". رواه ابن أبي شيبة (1 / 91 / 1) بإسناد صحیح. وہ امام نسائی کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کا رکوع اور سجود میں رفع الیدین کی روایت نقل کرتے ہیں اور تخریج کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اسکو بیان کیا ہے امام احمد نے اپنی مسند میں سند صحیح سے اور مختصر الفاظ سے امام ابی عوانہ نے بھی نقل کیا ہے اپنی صحیح میں کہ نبی کریم کانوں تک ہاتھ آٹھاتے جب رکوع کرتے اور سجود کرتے یہی وجہ ہے کہ امام ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں فرماتے ہیں: امام نسائی نے جو طریق بیان کیا ہے وہ سب سے صحیح ترین ہے ان احادیث کے حوالے سے جس میں سجود میں رفع الیدین آیا ہے اسکے بعد البانی صاحب لکھتے ہیں کہ اس روایت کا شاھد بھی موجود ہے حضرت انس کی روایت میں ان الفاظ کے ساتھ جسکو امام ابن ابی شعیبہ نے باسند صحیح بیان کیا ہے (إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل جلد 2 ص 67، البانی) اسی طرح ماضی قریب کے جید محقق علامہ شعیب الارنوط صحیح ابن حبان کے حوالے سے حمید عن انس کے طریق کے بارے امام علائی کا کلام نقل کرتے ہوئے موافقت کرتے ہیں: (1) قال الحافظ العلائي في "جامع التحصيل" ص 201-202: وقال مؤمل بن إسماعيل: عامة ما يرويه حميد عن أنس سمعه من ثابت البناني عنه, وقال أبو عبيدة الحداد عن شعبة: لم يسمع حميد من أنس إلا أربعة وعشرين حديثاً, والباقي سمعها من ثابت, أو ثبته فيها ثابت. قلت: فعلى هذا, فما دلسه حميد عن أنس صحيح, لأن الواسطة بينهما -وهو ثابت- ثقة.

حافظ علائی جامع التحصیل میں فرماتے ہیں کہ مومل بن اسماعیل نے کہا: عمومی روایات جو حمید انس سے معنعنہ بیان کرتے ہیں وہ انہوں نے ثابت البنانی سے سنی ہوتی ہے اسکے بعد امام شعبہ کا قول نقل کرنے کے بعد امام علائی کے حوالے سے علامہ شعیب لکھتے ہیں: میں کہتا ہوں یہ عمل ثابت کرتا ہے کہ حمید کی تدلیس جو حضرت انس سے ہوتی تھی وہ باواسطہ ثابت کے زریعے تھے جو کہ ثقہ راوی ہیں (2)

(الإحسان في تقريب صحیح ابن حبان) یہی وجہ ہے کہ امام ابن حجر عسقلانی نے انکے بارے طبقات المدلسین میں لکھا ہے: (71) ع

حميد الطويل صاحب أنس مشهور كثير التدليس عنه حتى قيل ان معظم حديثه عنه بواسطة ثابت وقتادة ووصفه بالتدليس النسائي وغيره وقد وقع تصريحه عن أنس بالسماع وبالتحديث في أحاديث كثيرة في البخاري وغيره حميد بن طویل یہ حضرت انس کے اصحاب میں سے ہیں اور کثرت تدلیس کی وجہ سے مشہور رہیں یہاں تک کہ انکی زیادہ احادیث انہوں نے بواسطہ ثابت اور قتادہ کے بیان کی ہیں اور امام نسائی نے ان پر تدلیس کا کلام وارد کیا ہے اور انکی حضرت انس سے معنعنہ روایات کی سماع کی تحدیث ثابت ہی زیادہ تر کی جو کہ بخاری میں موجود ہیں (طبقات المدلسین)

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت کی سند بالکل صحیح ہے اور جمہور محدثین کی تصریحات کے مطابق نیز امام نسائی کی روایت کو امام ابن حجر نے صحیح ترین قرار دیا ہے جس میں سجود میں رفع الیدین کا ذکر ہے اور قتادہ سے سعید بیان کرنے میں منفرد نہیں بلکہ ابی عوانہ میں انکی متابعت دوسرے راوی نے کر رکھی ہے بقول ابن حجر اور البانی صاحب بھی سجود کی روایات کو صحیح اور ثابت مانتے یعنی نیز وہ سجود میں رفع الیدین کرنے کے قائل بھی تھے پس احناف کا موقف الحمد اللہ ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ سے رفع الیدین رکوع آتے جاتے اور سجود میں بھی ثابت ہے لیکن اپنی حیات کے اخری دور مبارک میں وہ سوائے شروع کے ہر جگہ رفع الیدین کو ترک کر دیا تھا جس طرح شوافع وحنابلہ نبی کریم ﷺ کا سجود میں رفع الیدین کا ترک مانتے ہیں ویسے احناف و مالکیہ نبی کریم کا سوائے شروع کے باقی ہر مقام پر رفع الیدین کا ترک مانتے ہیں

پھر دونوں سجدوں سے فارغ ہو کر سیدھا کھڑا ہو جائے بیٹھے مت

حدیث: عن ابی ہریرہؓ (مرفوعا فی حدیث طویل) ثم اسجد حتى تطمئن ساجدا ثم ارفع حتى تستوي قائما۔ بخاری ج2 ص986 قدیمی کتب خانہ۔

ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے پھر تو (دوسرا) سجدہ اطمینان سے کر پھر (دوسرے) سجدہ سے سر اٹھا یہاں تک کہ (دوسری رکعت کے لئے) سیدھا کھڑا ہو جا (درمیان میں بیٹھ مت)۔

قعدہ میں بیٹھنے کا مسنون طریقہ

حدیث: عن عبد الله بن عبد الله انه اخبره ... عبد الله بن عمر رضی اللہ عنہ قال انما سنة الصلاة ان تنصب رجلك اليمنى و تثني اليسرى الخ۔ (بخاری ص65 حدیث نمبر 827 مکتبہ دار السلام)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نماز کی سنت یہ ہے قعدہ میں تم دائیں پاؤں کو کھڑا کرو اور بائیں کو موڑ کر نیچے بچھا لو۔

التحیات کے مسنون الفاظ

حدیث: التحيات لله والصلوات والطيبات السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته، السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمد عبده ورسوله۔ (بخاری ص66

حدیث نمبر 731 مکتبہ دار السلام)

ترجمہ: سب زبانی عبادتیں، سب بدنی عبادتیں اور سب مالی عبادتیں صرف اللہ کے لئے ہیں اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر سلام ہو

اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں کہ بندگی کے لائق صرف اللہ تعالی ہے اس کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

نوٹ: جب اشھد ان لا الہ الا اللہ پر پہنچے تو شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے اور بڑی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنائے۔

حدیث: عن عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا قعد یدعو وضع یدہ ال یمنی علی فخذہ الیمنی ویدۃ الیسری علی فخذہ الیسری واشار باصبعہ السابہ ووضع ابھامہ علی اصبعہ الوسطی ویلقم کفہ ال یسری رکبتہ ۔ (مسلم ج 1 ص 216 قدیمی کتب خانہ ملتان)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دعا کے لئے بیٹھتے تو دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھتے اور اپنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے اور انگوٹھے کو درمیانی انگلی سے ملا لیتے۔ اس کے بعد درودِ ابراہیمی پڑھتے ۔ اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انك حمید مجید اللھم بارك علی محمد وعلی ال محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انك حمید مجید۔

بخاری ج 1 ص 477 مکتبہ قدیمی کتب خانہ)

پھر اس کے بعد دعا مانگے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے ثم یتخیر من المسئلۃ ماشاء۔

ترجمہ: مسلم ص 742 حدیث 897 دار السلام پھر جو دعا چاہے مانگے۔ پھر اس کے بعد دائیں اور بائیں سلام پھیرے اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہے۔ مسلم ج 1 ص 216 ترمذی ج 1 ص 69 حدیث نمبر 295۔ پھر اگر امام ہے تو مقتدیوں کی طرف منہ کرے۔ بخاری ص 67 حدیث 845 دار السلام۔

نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا سنت ہے

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو، أَنَّ أَبَا مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ، أَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ حِينَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ كَانَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

بلند آواز سے ذکر، فرض نماز سے فارغ ہونے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک میں جاری تھا۔ (صحیح بخاری 841)

اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے

حدیث: عن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال سلو اللہ ببطون اکفکم ولا تسلوہ بظھورھا۔ مجمع الزوائد ج10 ص194 دار الکتب العلمیہ رجالہ رجا الصحیح غیر عمار وھو ثقۃ۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم اللہ سے سوال کرو تو ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو سامنے رکھ کر سوال کرو ہاتھوں کی پشت کو سامنے نہ رکھو۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہاتھ اٹھا کر نماز کے بعد دعا مانگتے تھے۔ مجمع الزوائد ج10 ص194۔

وتر تین رکعت وتر ایک سلام کے ساتھ پڑھنا واجب ہے

وتر واجب ہے: مستدرک حاکم ج1 ص416 دار الفکر ترمذی ص121 بتحقیق البانی۔

وتر تین رکعات ہیں: مسلم ص254 ترمذی ص122۔

وتر ایک سلام کے ساتھ جیسا کہ اہل سنت والجماعت احناف کا عمل ہے۔ مستدرک حاکم ج1 ص414 دار الفکر حدیث 1168۔

تراویح

اہل سنت والجماعت کے نزدیک تراویح رمضان المبارک کی مخصوص نماز ہے جو کہ گیارہ ماہ نہیں پڑھی جاتی بلکہ صرف رمضان المبارک میں عشاء کی نماز کے بعد باجماعت مسجد میں ادا کی جاتی ہے اور اس میں ایک قرآن پاک ختم کیا جاتا ہے جبکہ شیعہ حضرات کے ہاں تراویح کوئی عبادت نہیں وہ تراویح کے منکر ہیں لیکن غیر مقلدین حضرات بھی تراویح کو رمضان المبارک کا تحفہ نہیں مانتے بلکہ کہتے ہیں کہ یہ سارا سال والی نماز ہی ہے فرق یہ ہے غیر رمضان میں ہو تو تہجد کہلاتی ہے اور رمضان میں ہو تو تراویح کہلاتی ہے گویا کہ یہ بھی تراویح کے منکر ہیں۔

تعدادِ تراویح

بیس رکعت تراویح پڑھنا آپ علیہ السلام سے اور خلفاء الراشدین سے لے کر آج تک شرقاً وغرباً مکہ و مدینہ میں پڑھنا ثابت ہے۔

حدیث: عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ والوتر۔ مصنف ابن ابی شیبہ ج2 ص286۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمضان المبارک میں بیس رکعت (تراویح) اور وتر پڑھے۔

حدیث: عن جابر بن عبد اللہ قال خرج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذات لیلۃ فی رمضان فصلی الناس اربعۃ وعشرین رکعۃ واوتر بثلاثۃ - تاریخ حرجان لابی قاسم ص 285 عالم الکتب۔

ترجمہ: حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ نبی پاک علیہ السلام رمضان المبارک کی ایک رات مسجد میں تشریف لائے پس آپ علیہ السلام نے صحابہ کو چوبیس رکعات (4 فرض 20 تراویح) اور تین وتر پڑھائے۔

عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فِي رَمَضَانَ، بِثَلَاثٍ وَعِشْرِيْنَ رَكْعَةً. رَوَاهُ مَالِكٌ وَالْفِرْيَابِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ. وَقَالَ الْفِرْيَابِيُّ: إِسْنَادُهُ وَرِجَالُهُ مُوَثَّقُوْنَ وَقَالَ ابْنُ قُدَامَةَ فِي الْمُغْنِيِّ: وَهَذَا كَالإِجْمَاعِ. الحدیث رقم 6: أخرجه مالك فى الموطأ، كتاب: الصلاة فى رمضان، باب: الترغيب فى الصلاة فى رمضان، 1/115، الرقم: 252، والفريابى فى كتاب الصيام، 1/132، الرقم: 179،).

حضرت یزید بن رومان نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں لوگ (بشمول وتر) 23 رکعت پڑھتے تھے۔

اس کے علاوہ حضرت عمر و علی وعبد اللہ بن مسعود و دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بیس تراویح کا ثبوت ملتا ہے جبکہ آٹھ رکعت تراویح کی ابتداء کرنے والا غیر مقلد عالم محمد حسین بٹالوی ہے ملاحظہ فرمائیں غیر مقلدین کے گھر کی گواہی "سیرۃ ثنائی "ص 452 نعمانی کتب خانہ لاہور مولف مولانا عبد المجید سوہدروی غیر مقلد۔

نماز عیدین

طلوع آفتاب سے کچھ بعد اور زوال سے پہلے بغیر اذان واقامت کے چھ زائد تکبیروں کے ساتھ دو رکعات نماز با جماعت پڑھی جاتی ہے پہلی رکعت میں ثناء کے بعد تین تکبیریں زائد کہی جاتی ہیں اور ہر تکبیر میں رفع الیدین کیا جاتا ہے اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لئے جاتے ہیں اور امام اونچی آواز سے قرات کرتا ہے پھر رکوع وسجود کے بعد دوسری رکعت کا آغاز قرات سے ہوگا قرات کے بعد رکوع سے پہلے تین زائد تکبیریں کہی جاتی ہیں ہر تکبیر میں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے ہیں پھر چوتھی تکبیر کے بعد رکوع اور باقی نماز مکمل کی جاتی ہے
۔

گویا کہ پہلی رکعت میں تکبیر افتتاح اور تین تکبیرات زائد ملا کر چار تکبیرات ہوئیں اور دوسری رکعت میں تکبیرات زائد ورکوع کی تکبیر ملا کر چار تکبیرات ہوئیں

چار تکبیرات کہنا سنت نبوی علیہ السلام ہے

حدیث: ان سعید بن العاص سال ابا موسی الاشعری رضی اللہ عنہ وحذیفہ بن الیمان کیف کان رسول اللہ علیہ السلام یکبیر فی الاضحی والفطر فقال ابو موسی کان یکبرا ربعاً تکبیرہ علی الجنائز۔ (ابوداؤد بتحقیق النسائی ص 179) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ترجمہ: حضرت سعید بن العاص نے حضرت ابوموسی اشعری ؓ اور حضرت حذیفہ بن یمان ؓ سے پوچھا آپ علیہ السلام عیدین میں کتنی تکبیریں کہتے تھے حضرت ابوموسی ؓ نے بتایا کہ آپ علیہ السلام چار تکبیریں کہتے تھے۔

نوٹ: اگر عید جمعہ کے دن ہو تو جمعہ ساقط نہیں ہوتا بلکہ فرض ہی رہتا ہے لہذا اس دن جمعہ و عید دونوں پڑھی جائیں گی۔

نماز جنازہ

نماز جنازہ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ چار تکبیرات کہی جائیں پہلی تکبیر کے بعد ثناء دوسری تکبیر کے بعد درود شریف اور تیسری تکبیر کے بعد دعا چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دیا جائے۔

چار تکبیرات

حدیث: عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ قال نعی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی اصحابہ النجاشی ثم تقدم فصفوا خلفہ فکبر اربعاً۔ (بخاری ج1 ص176 قدیمی کتب خانہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو نجاشی کی وفات کی خبر دی پھر آپ علیہ السلام آگے ہوئے حضرات صحابہ نے آپ کے پیچھے صف بندی کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار تکبیریں کہیں۔

ثناء و درود: عن سعید بن ابی سعید المقبری عن ابیہ انہ سال ابا ھریرہ رضی اللہ عنہ کیف تصلی عن الجنازہ فقال ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ انا لعمرك اخبرك اتبعھا من اھلھا فاذا وضعت کبرت و حمدت اللہ وصلیت علی نبیہ ثم اقول اللھم عبدك۔ الخ۔ (موطا امام مالک ص209)

ترجمہ: حضرت سعیدؒ کے والد نے حضرت ابوہریرہ ؓ سے پوچھا آپ جنازہ کیسے پڑھتے ہیں تو آپ ؓ نے فرمایا بخدا میں تم کو بتاتا ہوں میں میت کے گھر سے اس کے ساتھ چلوں گا جب جنازہ رکھ دیا جائے تو میں ثناء اور درود شریف نبی علیہ السلام پر اور یہ دعا پڑھونگا اللھم الخ۔ تو معلوم ہوا کہ پہلی تکبیر کے بعد ثناء دوسری تکبیر کے بعد درود اور تیسری تکبیر کے بعد دعا پڑھنی چاہیے۔

مسنون دعا

اللھم اغفر لحینا و میتنا و شاھدنا و غائبنا و صغیرنا و کبیرنا و ذکرنا و انثانا اللھم من احییتہ منا فاحیہ علی الاسلام و من توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان۔ (ترمذی ص243 بتحقیق البانی حدیث 1024 یہ حدیث صحیح ہے۔

نماز جنازہ میں رفع الیدین نہ کرنا

حدیث: عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یرفع یدیہ علی الجنازۃ فی اول تکبیرۃ ثم لایعود۔ (سنن دارقطنی ج2 ص75 احیاء التراث بیروت)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز جنازہ کی پہلی تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھاتے دوبارہ ہاتھ نہ اٹھاتے۔

غائبانہ نماز جنازہ

آج کل بعض لوگ جو شہید کا غائبانہ نماز جنازہ پڑھتے ہیں اس کی کوئی صریح دلیل موجود نہیں باقی نجاشی والی حدیث سے استدلال درست نہیں جیسا کہ ابن تیمیہؒ نے فرمایا ہے۔

زادالمعیاد ج1 ص520 نیز غیر مقلد عالم اس حقیقت کا یوں اعتراف کرتا ہے" غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے پر نجاشی کے قصہ سے دلیل لی جاتی ہے یہ قصہ صحیح بخاری (1245,1318,1320,1327,1333) اور صحیح مسلم (901) میں موجود ہے مگر اس سے غائبانہ نماز جنازہ پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے" نماز نبوی از ڈاکٹر شفیق الرحمان ص 296 مکتبہ دار السلام)

نماز جنازہ میں سورت الفاتحہ پڑھنے کی شرعی حیثیت

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ نماز جنازہ میں سورۃ الفاتحہ پڑھنا لازمی ہے، کیا یہ بات درست ہے؟!

جواب: احناف کے نزدیک نمازِ جنازہ میں دعا وثنا کی نیت سے سورہ فاتحہ پڑھنا جائز ہے، البتہ سورہ فاتحہ کو لازم سمجھ کر قراءت کی نیت سے پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔ واضح رہے کہ یہ موقف (نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے کو لازم نہ سمجھنا) صرف امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی اندھی تقلید میں نہیں اپنایا گیا ہے، بلکہ بیشتر سلف صالحین، صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) اور تابعین عظام کا یہی موقف رہا ہے۔ چنانچہ موطا امام مالک کی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نماز جنازہ میں سوۃ الفاتحہ نہیں پڑھتے تھے۔ (موطا امام مالک)

عمدۃ القاری، شرح بخاری میں علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ امام ابن بطال فرماتے ہیں کہ جو حضرات نماز جنازہ میں سورت الفاتحہ پڑھنے کو لازم نہیں سمجھتے تھے، ان میں حضرات صحابہ کرام میں سے حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبداللہ ابن عمر اور حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہم) شامل ہیں، اور تابعین میں سے حضرت عطاء ابن رباح، حضرت طاوس، حضرت سعید ابن المسیب، حضرت ابن سیرین، حضرت سعید ابن جبیر اور حضرت شعبی (رحمہم اللہ) شامل ہیں۔

ابن منذر کہتے ہیں کہ یہی موقف امام مجاہد، امام حماد اور امام سفیان ثوری کا تھا، اور امام مالک رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ ہمارے شہر (مدینہ منورہ) میں نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے کا معمول نہیں ہے۔ (عمدۃ القاری)

مرد اور عورت کی نماز میں فرق اور غیر کے مقلدین کے جہالت کا رد بلیغ

اس قوم کے نزدیک عورت بالکل ویسے نماز پڑھے جیسے مرد پڑھا ہے یعنی سجود میں انکی عورتیں مردوں کے مشابہ سجدہ کریں۔ مردوں کی طرح بیٹھیں اور غالبا نماز میں ٹانگیں پھیلا کر ہی ٹھہرتی ہونگی اب ان کی تحاریر دیکھی جائیں تو پتہ چلتے ہیں اکیسویں صدی کے یہ مجتہدین کا ٹولہ ہے گلی گلی نکر نکر ان کے مجتہدین کا رش لگا ہوتا ہے اب انکا دعویٰ ہے کہ: عورت اور مرد کی نماز میں کوئی فرق نہیں ہے دلیل کیا دیتے ہیں کہ

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ انہوں نے فرمایا تم ویسے نماز پڑھو جیسا کہ مجھے دیکھتے ہو۔ اب اس عمومی روایت سے یہ خلائی مخلوق اپنا قیاس کا پہیہ گھماتے ہوئے کہتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ عمومی حکم دیا ہے تو اس میں مرد اور عورت دونوں شامل ہیں اور ابن حزم ظاہری کی یہ باقیات ہر چیز میں ظاہری الفاظوں پر ایمان لا کر بیٹھ جاتے ہیں اب کوئی ان سے کہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات ظاہری بات ہے مسجد میں کہی ہوگی اور مخاطب بھی صحابہ ہونگے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی فرمان ہے کہ سب سے افضل نماز با جماعت ہے یہ بھی تو عمومی حدیث ہے تو پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کیوں فرمایا کہ عورت کی افضل نماز گھر کے اندر ہے؟

کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں نماز پڑھتے تھے؟ کیا انکی افضل نماز گھر میں تھی؟

بالکل بھی نہیں تو اسکا جواب ان مخلوق کے دماغوں میں یہ گھسایا گیا ہے کہ یہاں چونکہ حدیث آگئی ہے اور عورت و مرد کی نماز میں فرق کی حدیث نہیں ہے اس لیے مرد و عورت کی نماز ایک جیسی ہے اب کوئی انسے پوچھے کہ یعنی اب تم یہ بات تسلیم کر چکے ہو کہ عمومی حکم میں بھی تخصیص ہوتی ہے یہ قطعی قائدہ نہیں کہ ہر وقت عمومی حکم میں ہر کوئی شامل ہو اور استثناء کی صورت نہ ہو وہابیوں کے نزیک تو ننگے سر نماز جائز ہے تو پھر اسی حدیث کے تحت عورت کی بھی نماز ہو جانی چاہیے اور جو پردے کی روایت ہے اسکو ظاہری طور پر اس حدیث کے مخالف قرار دے دیا جائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو سجود میں اپنی کہنیاں جسم سے اتنی دور رکھتے تھے کہ انکے بغلوں کے بالوں کی سفیدی صاف عیاں ہوتی تھی کیا وابیوں کی عورتیں بھی اسی طرح اپنا جسم پھیلا کر نماز پڑھتی ہونگی؟ اگر انکی نماز ایسی ہے تو عورت کا نماز میں جو پردہ کے احکامات ہیں انکی کیا حیثیت رہ جائے گی؟ ہم سب سے پہلے صحابہ کے اقوال پیش کرتے ہیں جس سے معلوم ہو کہ صحابہ میں عورتوں کے لیے رفع الیدین اور رکوع و سجود کے طریقہ میں فرق کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا تھا پردے کی بنیاد ی پر کیونکہ شریعت نے عورت ک لیے نماز میں بھی پردے کا خاص اہتمام رکھا ہے امام ابن ابی شیبہ اپنی مصنف میں ایک باب قائم کرتے ہیں اس مسلے پر یہ وہی امام ابن ابی شیبہ ہیں جن سے وہابی خارجی ابو حنیفہ کے خلاف لکھا گیا باب دکھاتے نہیں تھکتے بلکہ ایک ٹانگ پر ناچتے ہیں اور ابن ابی شبیہ کو ابو بنا لیتے ہیں لیکن یہاں انکی نانی فوت ہو جاتی ہے!

باب؛ المرأة كيف تكون في سجودها عورتیں سجدہ کیسے کرینگی؟ حضرت ابن عباس کا فتویٰ! حدثنا أبو بكر قال: نا أبو عبد الرحمن المقري، عن سعيد بن أيوب، عن يزيد بن حبيب، عن بكير بن عبد الله بن الأشج، عن ابن عباس أنه سئل عن صلاة المرأة، فقال: » تجتمع وتحتفر .

امام بکیر بن عبداللہ حضرت ابن عباس کے تعلق سے فرماتے ہیں: ابن عباسؓ سے سوال ہوا کہ عورت کیسے نماز پڑھے؟ فرمایا جسک کو سکیڑ کر اور ملا کر رکھے [مصنف ابن ابی شیبہ برقم: 2778، وسند حسن لغیرہ]

اس روایت کے سارے راوی ثقہ ہیں یہ اعتراض کسی وابی کو ہوسکتا ہے کہکہ بکیر کا سماع ابن عباس سے ثابت ہے یا نہیں؟ تو بکیر صغیر تابعین میں سے ہیں اور متعدد صحابہ سے انکا سماع ہے انکی وفات 127 ھ میں ہوئی تھی اور حضرت ابن عباس کی وفات 70 ھ کے لگ بھگ تو دونوں کی وفات میں 57 سال کا فرق ہے اگر ابن عباس کی وفات کے وقت اسکی عمر 20 سال بھی رکھی جائے تو بھی راوی کی عمر 77 سال بنتی ہے

اور امام حاکم کے علاوہ کسی نے سماع پر نفی نہیں کی اور سماع نہ بھی مانا جائے تو دوسری روایت سے یہ تقویت حاصل کرتی ہے جیسا کہ مولا علی سے مروی ہے اسی طرح دوسر فتویٰ حضرت مولا علی کا موجود ہے۔

حدثنا أبو بكر قال: حدثنا أبو الأحوص، عن أبي إسحاق، عن الحارث، عن علي، قال: »إذا سجدت المرأة فلتحتفر ولتضم فخذيها« حارث بیان کرتا ہے مولا علی کے حوالے سے: حضرت علی فرماتے ہیں: کہ جب عورت سجدہ کرے تو اپنے جسم کو سکیڑ لے اور اپنی رانوں کو ملا کر رکھے۔ [مصنف ابن ابی شیبہ برقم: 2777]

اسکی سند میں حارث حسن الحدیث ہے اور باقی ابو اسحاق مدلس ہیں تیسرے درجے کے لیکن حضرت ابن عباس سے شاہد موجود ہونے کی وجہ سے یہ علت رفع ہو جاتی ہے مجتہد کوفہ امام ابراہیم النخعی تابعی کا فتویٰ

حدثنا أبو بكر قال: نا أبو الأحوص، عن مغيرة، عن إبراهيم، قال: »إذا سجدت المرأة فلتضم فخذيها، ولتضع بطنها عليهما«

مغیرہ ابراہیم النخعی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں: ابراہیم النخعی فرماتے ہیں: جب عورت سجدہ کرے تو اپنی رانوں کو ملائے اور اپنے پیٹ کو ان پر رکھ دے۔ [ایضا، برقم: 2779]

اسکی سند میں ایک علت یہ کہ مغیرہ پر جرح مفسر ہے کہ یہ ابراہیم سے روایت میں تدلیس کرتے تھے لیکن یہ قول دوسری سند سے بھی امام ابن ابی شیبہ نے نقل کیا ہے لیکن اس سے پہلے امام ابراہیم النخعی سے ایک روایت پیش کرتے ہیں ✕✕ جیسا کہ امام احمد نے اپنی مسند میں نقل کی ہے۔

حدثنا عبد الرزاق، أخبرنا سفيان، عن منصور، عن إبراهيم، قال بلغني: "أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا سجد رئي بياض إبطيه.

امام منصور ابراہیم کے حوالے سے بیان کرتے ہیں حضرت ابراہیم النخعی فرماتے ہیں مجھ تک یہ روایت پہنچی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اپنی کہنیوں کو جسم سے اس طرح علیحدہ کرتے کہ انکی بغلوں کی سفیدی نظر آتی۔۔۔ [مسند احمد، برقم: 3446] یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل اور انکی سنت پر یہ مجتہدین مطلع تھے بلکہ آج کی پوری غیر مقلدین کی تعداد بھی آج تک اس دنیا میں پیدا نہیں ہوئی

روایات اورسنت پر مطلع امام ابراہیم النخعی اوران جیسے مجتہدین تھے اب انکا فتوی موجود ہے جیسا کہ وہ فرماتے ہیں: حدثنا أبو بكر قال: نا وكيع، عن سفيان، عن منصور، عن إبراهيم، قال: »إذا سجدت المرأة فلتلزق بطنها بفخذيها، ولا ترفع عجيزتها، ولا تجافي كما يجافي الرجل«

منصور ابراہیم النخعی سے بیان کرتے ہیں: وہ فرماتے ہیں کہ عورت جب سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو ملا کر رکھے اور اپنی سرین کو بلند نہ کرے اور مردوں کی طرف جسم کو کشادہ نہ کرے [مصنف ابن ابی شیبہ برقم: 2782، وسند صحیح]

اس سے معلوم ہوا ایسی روایات جنکو وابی اٹھائے پھر رہے ہیں مجتہدین نے ان روایات سے عورتوں کے احکام کو استثناء دیا ہے۔۔ بلکہ عورتوں کا حکم اس میں داخل نہیں کیا کیونکہ عورتوں کے لیے نماز میں ستر کا حکم مرد کے حکم سے الگ ہے اس لیے احادیث رسول ﷺ میں وہ باتیں جن عورت کے ستر اور اسکے پردے کے احکامات کے حوالے سے خلل ہو تو اس میں عورتوں کو مستثناء قرار دیا ہے صحابہ، تابعین اور مجتہدین نے امام حسن بصری کا فتوی!! یہ وہی حسن بصری ہیں جن سے رفع الیدین کے ثبوت دکھاتے ہوئے منہ سے جھاگ نکالتے ہوئے شور مچا رہے ہوتے ہیں انکا موقف بھی دیکھ لیں عورتوں کے بارے:

حدثنا أبو بكر قال: نا ابن مبارك، عن هشام، عن الحسن، قال: »المرأة تضطم في السجود«

امام حسن بصری فرماتے ہیں: عورت سجدوں میں اپنا جسم ملا کر رکھے گی [مصنف ابن ابی شیبہ برقم: 2781 وسند صحیح]

بعد والے مجتہدین جیسا کہ امام اعظم ابوحنیفہ: قَالَ الْإِمَامُ الْأَعْظَمُ فِي الْفُقَهَاءِ أَبُو حَنِيفَةَ: وَالْمَرْأَةُ تَرْفَعُ يَدَيْهَا حِذَاءَ مَنْكِبَيْهَا هُوَ الصَّحِيحُ لِأَنَّهُ أَسْتَرُ لَهَا.

امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ عورت اپنے ہاتھوں کو اپنے کندھوں تک اٹھائے کیونکہ اس میں پردہ زیادہ ہے۔

وَقَالَ أَيْضاً: وَالْمَرْأَةُ تَنْخَفِضُ فِي سُجُودِهَا وَتَلْزَقُ بَطْنَهَا بِفَخِذَيْهَا لِأَنَّ ذٰلِكَ أَسْتَرُ لَهَا.

عورت سجدوں میں اپنے جسم کو پست کرے اور اپنے پیٹ کو اپنی رانوں کے ساتھ ملائے کیونکہ اس کے جسم کو زیادہ چھپانے والا ہے۔ [الهداية في الفقه الحنفي ج1 ص84، ص92]

امام شافعی کا فتوی: قَالَ الْإِمَامُ مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ الشَّافِعِيُّ: وَقَدْ أَدَّبَ اللهُ النِّسَاءَ بِالْإِسْتِتَارِ وَأَدَّبَهُنَّ بِذَالِكَ رَسُولُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُحِبُّ لِلْمَرْأَةِ فِي السُّجُودِ أَنْ تَنْضَمَّ بَعْضَهَا إِلَى بَعْضٍ وَتَلْصَقُ بَطْنَهَا بِفَخِذَيْهَا وَتَسْجُدُ كَأَسْتَرِ مَا يَكُونُ لَهَا وَهٰكَذَا أُحِبُّ لَهَا فِي الرُّكُوعِ وَالْجُلُوسِ وَجَمِيعِ الصَّلَاةِ أَنْ تَكُونَ فِيهَا كَأَسْتَرِ مَا يَكُونُ لَهَا.

امام شافعی فرماتے ہیں: اللہ تعالی نے عورت کو پردہ پوشی کا ادب سکھایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی ادب سکھایا ہے۔ اس ادب کی بنیاد پر میں عورت کے لیے یہ پسند کرتا ہوں کہ وہ سجدہ میں اپنے بعض اعضاء کو بعض کے ساتھ ملائے اور اپنے پیٹ کو رانوں

کے ساتھ ملا کر سجدہ کرے،اس میں اس کے لیے زیادہ ستر پوشی ہے۔اسی طرح میں عورت کے لیے رکوع،قعدہ اور تمام نماز میں یہ پسند کرتا ہوں

کہ وہ نماز میں ایسی کیفیات اختیار کرے جس میں اس کے لیے پردہ پوشی زیادہ ہو[کتاب الام للشافعی ج1 ص286 ص287 ب]
اور فقہ حنبلی کے مصنف ابن قدامہ نے المغنی اور شرح الکبیر میں احمد بن حنبل کا بھی یہی فتویٰ لکھا ہے

قَالَ الْاِمَامَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: وَالْمَرْاَۃُ کَالرَّجُلِ فِیْ ذٰلِکَ کُلِّہٖ اَنَّھَا تَجْمَعُ نَفْسَھَا فِی الرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَ تَجْلِسُ مُتَرَبِّعَۃً اَوْتَسْدُلُ رِجْلَیْھَا فَتَجْعَلُھُمَا فِیْ جَانِبِ یَمِیْنِھَا..... قَالَ اَحْمَدُ: اَلسَّدْلُ اَعْجَبُ اِلَیَّ احمد بن حنبل کہتا ہے: سب احکام میں مرد کی طرح ہے مگر رکوع وسجود میں اپنے جسم کو سکیڑ کر رکھے اور آلتی پالتی مار کر بیٹھے یا اپنے دونوں پاؤں اپنی دائیں جانب نکال کر بیٹھے۔امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: عورت کا اپنے دونوں پاؤں اپنی دائیں جانب نکال کر بیٹھنا میرے ہاں پسندیدہ

عمل ہے[المغنی لابن قدامۃ ج1 ص635]
الغرض سلف وحلف کا یہی موقف ہے کہ مرد کی نماز کی طرح عورت ارکان نماز ادا کرے گیلیکن سجود ورفع الیدین کے مقام اور تشہد میں اپنے جسم کو اس طرح سکیڑ کر بیٹھے گی کہ اسکے اعضاء ظاہر نہ ہو یا پردے کے اہتمام میں خلل نہ آئے کیونکہ جس شریعت کا مقصود یہ ہے کہ عورت باجماعت نماز نہ پڑھے بلکہ گھر میں پڑھے وہ شریعت یہ حکم کیسے دے سکتی ہے کہ عورت جھکنے اور اٹھنے میں اپنے اعضاء کی بے پرواہی کرتی رہے۔۔۔لیکن ان سب دلائل کے بعد وابی کیا کہتے ہوئے کپڑے جھاڑ کر نکل جائیں گے؟ کہ یہ سب لوگوں کا موقف اس حدیث کے خلاف ہے جس میں عمومی حکم ہے اور یہ عمومی حکم ہے اس ان بدھوں پر وحی نہیں اتری بلکہ یہ خبث قوم خود بھی قیاس جھاڑ رہے ہیں اور کن کے خلاف قیاس جھاڑ رہے ہیں صحابہ وتابعین اور مجتہدین کے خلافاور انکو یہ بکتے شرم نہیں آتی کہ جو ہم نے قیاس جھاڑا ہے یہی حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عین ہے جو ہمارے اس قیاس سے اختلاف کریگا یعنی کہ یہ روایات عمومی نہیں تو اس نے حدیث رسول کا انکار کیا۔

5 جنوری 2023 بروز اتوار